عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۳ ، شمارہ نمبر : ۲۳

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

حافظ محمد حنیف ندیم صاحب سہارنپوری

نائب مدیر ہفت روزہ ختم نبوت دارِ فانی سے کوچ کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر میں

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مجاہدِ ختم نبوت شورش کاشمیری مرحوم

جامعۃ الامام محمد زکریا

بریڈ فورڈ برطانیہ میں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ
کراچی
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۲۳ ● بتاریخ یکم جمادی الاخریٰ تا ۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۵ر نومبر تا ۱۱ر نومبر ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ ـــــــ ۴
۲۔ حافظ محمد حنیف ندیم سہارنپوری کی رحلت ـــــــ ۵
۳۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات ـــــــ ۷
۴۔ سیرت النبیؐ ایک نظر میں ـــــــ ۸
۵۔ دعا اور اس کی فضیلت ـــــــ ۹
۶۔ صدقات اور خیرات کا نعم البدل ـــــــ ۱۰
۷۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ـــــــ ۱۱
۸۔ مجاہد ختم نبوت شورش کاشمیری مرحوم ـــــــ ۱۲
۹۔ بزم ختم نبوت ـــــــ ۱۳
۱۰۔ تعزیرات اسلامی کی حکمت ـــــــ ۱۶
۱۱۔ مرزائیوں کو احمدی کہنا غلط ہے ـــــــ ۱۸
۱۲۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا خطاب ـــــــ ۱۹
۱۳۔ شہادت آسمانی بر کذب قادیانی (آخری قسط) ـــــــ ۲۱

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیمؒ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۴۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر : عبدالرحمن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۱۰۳ پرانہ لائن کراچی

آہ! حافظ محمد حنیف ندیم صاحب سہارنپوری

حافظ صاحبؒ نے اپنی ساری زندگی ختم نبوت کے عظیم مقصد کے لئے وقف کر دی تھی

نائب مدیر ہفت روزہ "ختم نبوت" حافظ محمد حنیف ندیم سہارنپوری ۲۰ر اکتوبر بروز جمعرات بمطابق ۱۴ر جمادی الاول ۱۴۱۵ھ دل کا دورہ پڑنے سے دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حافظ محمد حنیف صاحبؒ گزشتہ دس برس سے ہفت روزہ "ختم نبوت" میں نائب مدیر کے عہدے پر فائز تھے اور اپنی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہو رہے تھے۔ حالیہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقدہ صدیق آباد (ربوہ) میں شرکت کے لئے ۱۸ر اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز پیر دفتر ختم نبوت کراچی سے تشریف لے گئے تھے۔ کانفرنس میں شرکت کے بعد مرکزی "دفتر ختم نبوت" حضوری باغ روڈ ملتان سے ہوتے ہوئے ۲۰ر اکتوبر کو کراچی دفتر واپس تشریف لائے۔ کھانے سے فراغت کے بعد اپنے کمرے میں آرام کے لئے تشریف لے گئے اور وہیں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ حافظ صاحبؒ کی نماز جنازہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں بعد نماز عشاء نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں دفتر ختم نبوت کراچی کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد انور فاروقی، سرکولیشن مینجر ہفت روزہ "ختم نبوت" رانا محمد انور، مبلغ ختم نبوت کراچی محمد علی صدیقی، مولانا محمد جمیل خان، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مفتی نظام الدین شامزی، کارکنان دفتر و ہفت روزہ "ختم نبوت" جامعہ علوم اسلامیہ کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ کثیر افراد نے شرکت کی۔ بعد ازاں حافظ صاحبؒ کی میت بذریعہ ہوائی جہاز ملتان روانہ کر دی گئی۔ جہاں سے میت حافظ صاحبؒ کے آبائی گاؤں ضلع خوشاب لے جائی گئی اور تدفین عمل میں آئی۔

حافظ محمد حنیف ندیم صاحبؒ ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر سے ہی فتنہ قادیانیت کے خلاف کام شروع کیا اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے خصوصی تعلق رہا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقاریر سننے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ کچھ عرصہ جمعیت علماء اسلام کے رسالہ "ترجمان اسلام" میں خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں ہفت روزہ "لولاک" اور روزنامہ "صداقت" کراچی میں بھی کام کیا۔ اس کے بعد ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی سے وابستہ ہو گئے۔ حافظ صاحبؒ نے ختم نبوت کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ حافظ صاحبؒ نے اپنی ساری زندگی ختم نبوت کے عظیم مقصد کے لئے وقف کر دی تھی۔ قادیانیوں کی زیر زمین سرگرمیاں ہوں یا کھلی سازشیں، حافظ صاحبؒ اپنی تحریروں اور اداریوں کے ذریعے ان کا پردہ چاک کرتے رہے اور ملت اسلامیہ کو ان کے خطرناک عزائم سے باخبر کرتے رہے۔ رد قادیانیت کے موضوع پر حافظ صاحب کا مطالعہ اتنا وسیع تھا کہ کسی بھی حوالے کی تصدیق کے لئے ان سے رجوع کیا جاتا تھا۔ حافظ صاحبؒ کا حافظہ بلا کا تیز تھا۔ حافظ صاحبؒ کو مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارتیں اور ان کے حوالے زبانی یاد تھے۔ یہ حافظ صاحبؒ کا کمال ادارت ہی تھا کہ انہوں نے ہفت روزہ "ختم نبوت" پر یکسانیت کی چھاپ نہ لگنے دی بلکہ رسالہ کو ہمیشہ متوازن رکھا۔ رد قادیانیت پر مضامین کے ساتھ ساتھ اسلامی مضامین، تاریخی شذرے، نعتیں، نظمیں، طبی مضامین غرضیکہ ہر پہلو سے رسالے میں دلچسپی و علمی فضاء باقی رکھی۔ حافظ صاحبؒ کے رخصت ہو جانے سے اسلامی صحافت میں جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ عرصہ دراز تک پر نہ ہو سکے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی، نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مدیر مسئول ہفت روزہ "ختم نبوت" الحاج عبدالرحمن باوا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مدیر "لولاک" صاحبزادہ طارق محمود، مولانا خدا بخش شجاع آبادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ناظم اعلیٰ کراچی مولانا محمد انور فاروقی، مفتی منیر احمد اخون اور دیگر کارکنان دفتر ختم نبوت و ہفت روزہ ختم نبوت نے حافظ حنیف صاحبؒ کی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کی ختم نبوت کے مقصد کے لئے کی گئی کاوشوں کا بہترین اجر عطا فرمائے (آمین ثم آمین)۔ نیز ادارہ ہفت روزہ "ختم نبوت" قارئین سے بھی گزارش کرتا ہے کہ وہ حافظ صاحبؒ کی مغفرت اور ان کی بلندی درجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔

خوشی محمد انصاری

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حافظ محمد حنیف ندیم صاحب سہارنپوری

نائب مدیر ہفت روزہ ختم نبوت دار فانی سے کوچ کر گئے

آپ کی پرجوش گفتگو' مدلل جواب اور ٹھوس ثبوتوں کے سامنے قادیانی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتے تھے

اک ستارہ بادلوں میں دیکھتے ہی کھو گیا
روٹھ کر وہ ہم سے دور ہمیشہ ہو گیا

آج ہر سو گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے میں خود کو تنہا سمجھتے ہوئے اس اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں کھا رہا ہوں۔ ذہن پر سکتہ سا طاری ہے۔ ہاتھ کپکپا رہے ہیں۔ قلم چل نہیں رہا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھایا ہے۔ الفاظ مل نہیں رہے۔ جب کسی کا دوست جس کی رفاقت میں دن رات گزرتے ہوں اور وقت ایسے گزرتا ہو جیسے پر لگا کر اڑا جا رہا ہو۔ جس کی موجودگی میں ہر کام خوشی خوشی ہو جاتا ہو۔ جب ایسا دوست اچانک روٹھ کر دور چلا جائے تو اس کا حال ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ آج میرا ہے۔ دوستی چیز ہی ایسی ہے جس میں معصومیت اور شوخی کا ملا جلا رنگ ہے۔ پیار کی خوشبو' اخلاق کی پختگی' اخلاق کی کشش اور ہمدردی کی نزاکت ہے۔ آج جن ٹوٹے پھوٹے لفظوں کا تانا بانا بن لیتا ہوں وہ میرے اسی رفیق کی صحبت کا اثر ہے جو ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز جمعرات بوقت ۳ بجے سہ پہر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے روٹھ کر چلا گیا ہے۔ آپ کی رفاقت میں میں نے زندگی کے دس سال گزارے اور ان دس سالوں میں میں نے آپ سے بہت کچھ سیکھا اور بہت کچھ جانا۔ آپ کے تجربات نے مجھے زندگی کے مشکل ترین حالات سے نمٹنا سکھایا اور آپ کے علم نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی۔ میں کوئی مقرر نہیں' کوئی خطیب نہیں لیکن آپ نے مجھے بولنے کا فن دیا' میں کوئی شاعر نہیں' کوئی مصنف نہیں لیکن آپ نے مجھے لکھنا سکھایا۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن کے ذریعے میں خراج تحسین پیش کروں لیکن پھر بھی احساس کی لو کو شعور کے تابع کرتے ہوئے اپنے احساس و جذبات کو امانت داروں تک پہنچانا چاہتا ہوں تاکہ اظہار غم سے کچھ دل کا بوجھ بھی ہلکا

ہو اور پھر آپ کی قربانیوں اور قلمی جہاد کا خراج بھی ادا ہو

روٹھنے والے کو آخر کون سمجھاتا خوشی
یہ بھی کوئی عذاب اس کے خفا ہونے کی تھی

حافظ صاحب مرحوم ۱۹۷۲ء سے صحافت سے منسلک تھے۔ آپ کو قادیانیت پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ آپ نے بہت سے مناظروں میں شرکت کی اور خود بھی مناظرے کئے۔ آپ کی پرجوش گفتگو' مدلل جواب اور ٹھوس ثبوتوں کے سامنے قادیانی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ آپ کا انداز گفتگو اتنا متاثر کن تھا کہ سننے والا گھائل ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ آپ سفاک لمحوں کی جان سوز آہٹوں سے باخبر رہتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک دور اندیش ذہن سے نوازا تھا۔ آپ کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ آج کے مسلمان صیہونی طاقتوں کے ظلم و جبر کے سیلاب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ امت مسلمہ کے دکھ' درد اور تکالیف کو خود محسوس کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے قلم کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کو ان مظالم کے خلاف وقف کر رکھا تھا۔ آپ زندگی کے ساٹھ برسوں میں بہت سے اتار چڑھاؤ دیکھے بڑی سے بڑی مشکل میں بھی آپ ہراساں نہیں ہوئے بلکہ اپنے معبود حقیقی پر مکمل بھروسہ رکھتے ہوئے قادیانیت کے خلاف قلمی جدوجہد کو جاری رکھا۔ آپ نے کئی بار اداریے میں ملک و اسلام دشمنوں اور حکومت وقت کو بڑے دلیرانہ انداز میں باور کرایا کہ اسلام دشمن تنظیمیں' ملک دشمن عناصر اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار کان کھول کر سن لیں ہم تمہارے عزائم کو خاک میں ملا دیں گے' ہم کٹ مر تو سکتے ہیں مگر تمہارے گھناؤنے ہتھکنڈوں سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ اگر تم نے اسلام دشمن سرگرمیاں ختم نہ کیں تو ہم تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

جتنا بھی ستم کر کے مجھے مرعوب کیا جائے
سر خم نہیں ہو گا میرا مصلوب کیا جائے

آپ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' حضرت لاہوریؒ' حضرت مولانا تاج الدینؒ' حضرت مولانا لعل حسین اخترؒ' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' حضرت علامہ بنوریؒ' حضرت عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسی بلند و بالا شخصیات سے بہت متاثر تھے اور اکثر ان کی زندگی کے واقعات ہمیں سنایا کرتے تھے اور بہت لطف اندوز ہوتے تھے۔ آپ نے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے ہزارویؒ کی تعریف کر دی تو حضرت نے فرمایا کہ بھئی کام کرنے والے تو کب کے چلے گئے۔ ہم سے تو بس اللہ میاں گزارہ کر رہے ہیں۔ جبکہ میں کہتا ہوں کہ گزارہ تو اس وقت اللہ میاں ہم سے کر رہا ہے۔ وہ بزرگ تو بہت بڑے تھے اور بہت بڑے بڑے کام کر گئے' جو ہم نہیں کر سکتے۔ انہوں نے بہت سی مشکلات کا سامنا کیا' تکالیف جھیلیں' برداشت کیں' گھر بار کی پرواہ نہ کی' قید و بند کی سختیاں کاٹیں اور اپنے لہو سے ہمارے لئے راستے بنائے اور آج ہم انہی کے بنائے راستوں پر چل رہے ہیں۔ ہم میں وہ بات کہاں جو بات ان میں تھی۔ لہٰذا گزارا تو آج اللہ میاں ہم سے کر رہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کے والد ماجد حضرت مولانا محمد علی جالندھری کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ آپ نے ساری زندگی ایک کچے مکان میں رہتے ہوئے اور دین کی خدمت کرتے ہوئے گزار دی۔ ایک دفعہ جماعت کی طرف سے آپ کا وظیفہ مقرر کیا گیا لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ ساتھیوں کے اصرار پر آپ راضی ہو گئے لیکن [illegible]

آپ سفاک لمحوں کی جان سوز آہٹوں سے باخبر رہتے تھے اللہ نے آپ کو ایک دور اندیش ذہن سے نوازا تھا

وظیفے کو ایک زنک میں جمع کرتے رہے اور جب آپ کی وفات ہوئی تو ایک وصیت میں آپ نے وہ تمام رقم دینی کام کے لئے وقف کردی اور جو قرض آپ کے ذمہ تھا وہ آپ نے اپنے ذاتی سامان کو بیچ کر ادا کرنے کو کہا۔ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ کی آواز بھر آئی۔ آپ اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہمیں سنایا کرتے تے۔ جن کو سن کر ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ ان واقعات کو یکجا کرنا اور مرحوم کے لئے اپنے جذبات کو قلم بند کرنا میرے لئے آسان کام نہیں۔ آپ کی انتہائی پہلو دار شخصیت کا کسی ایک مضمون میں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

سب کے سب احوال ہو نہیں سکتے بیاں
چار سو مقبول تھا' مصروف تھا وہ مہماں

آپ کافی عرصہ تک ماہنامہ "ترجمان اسلام" اور ہفت روزہ "لولاک" میں اپنی خدمات پیش کرنے کے بعد روزنامہ "صداقت" میں آگئے اور یہاں اپنے آپ کو منوانے کے بعد آپ نے اپنی باقی ماندہ زندگی کو ہفت روزہ "ختم نبوت" کے لئے وقف کردی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ پہلے سے منسلک تھے اور بہت سی خدمات مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے وقتاً" فوقتاً" پیش کرتے رہے تھے۔ آپ ۱۹۸۳ء میں ہفت وزہ ختم نبوت میں بطور نائب مدیر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اور آتے ہی آپ نے اپنے تجربات اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے شب و روز کی محنت سے ہفت روزہ ختم نبوت کو چار چاند لگا دیئے اور پرچہ کو سات ہزار کی اشاعت سے بڑھا کر ۳۲ ہزار کی اشاعت تک لے آئے۔ جب آپ ہفت روزہ ختم نبوت میں آئے تو اس وقت پرچے کی تقریباً تیسری یا چوتھی جلد تھی۔ یعنی تین یا چار سال ہوئے تھے۔ اس وقت ہفت روزہ ختم نبوت کا ٹائٹل یعنی سرورق بالکل سادہ اور ایک رنگ میں ہوا کرتا تھا۔ آپ نے سرورق پر اندرونی صفحات کے مضامین کی ہیڈ لائنز کو چٹ پٹا رنگ دے کر سرورق کی زینت بنایا اور سرورق کو ایک رنگ کی بجائے دو رنگ میں اور پھر تین رنگ میں کرنے کا سرا بھی آپ ہی کو حاصل ہے۔ آپ نے اپنی صحت کی پرواہ بھی نہ کی یہی وجہ تھی کہ آج کل آپ بلڈ پریشر کی وجہ سے کافی پریشان تھے۔ کانوں کی تکلیف آپ کو پہلے سے تھی' اس لئے آپ اکثر اونچا سنتے تھے۔ دماغ میں کبھی کبھی تکلیف کا ذکر کرتے تھے۔ اس لئے آپ گزشتہ چند ماہ سے اکثر کہا کرتے تھے کہ اب شاید خدا کو منظور نہیں مجھ سے مزید کام لینا۔ چاہتا ہوں کہ کوئی میرا متبادل تیار ہو جائے جو یہ سب کچھ سنبھال لے۔ میرے بھائی خلیل احمد قیصر ہر مرتبہ جب بھی گھر جاتا ہوں مجھے روکنے کی کوشش کرتا ہے کہتا ہے کہ بس اب آپ کام چھوڑ دیں اور گھر میں آرام کریں۔ لیکن میں ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی مجبوری بہانہ کرکے آجاتا ہوں۔ گزشتہ ماہ اگست ۱۹۹۴ء کو جب آپ ایک ہفتہ کی چھٹی لے کر گھر تشریف لے گئے تو آپ ایک ہفتہ بعد تشریف نہ لائے حتیٰ کہ پندرہ دن گزر گئے۔ فون کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ بیمار ہیں اور اب آپ مستقل طور پر گھر رہنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اب آپ کراچی نہیں آئیں گے۔ یہ خبر ہم سب دفتر والوں کے لئے بہت پریشان کن تھی۔ ستمبر ۱۹۹۴ء کو ہفت روزہ ختم نبوت کے مدیر مسئول الحاج عبدالرحمن باوا صاحب لندن کانفرنس سے فارغ ہو کر جب کراچی تشریف لائے تو وہ حنیف صاحب کو موجود نہ پا کر پریشان ہوئے۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ حنیف صاحب مستقل طور پر کام چھوڑ گئے ہیں۔ آپ نے فوراً فون کرکے حنیف صاحب کی طبیعت دریافت کی اور ان کو کراچی واپس آنے کو کہا۔ تین چار روز انتظار کرنے کے بعد جب آپ تشریف نہ لائے تو عبدالرحمن باوا صاحب نے دوبارہ فون کیا اور کہا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ اس پیغام پر آپ ۱۶/ ستمبر ۱۹۹۴ء کو کراچی تشریف لے آئے۔ جب میں آپ سے گلے ملا تو میں نے آپ میں ایک نئی تبدیلی دیکھی۔ آپ اکثر خضاب استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے داڑھی اور سر کے بال کالے ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ ایسا نہیں تھا بلکہ اس کے الٹ تھا۔ پوچھا تو کہا کہ حضرت کا فرمان تھا اس لئے خضاب کا استعمال ترک کردیا۔ آنے کا سبب پوچھا کہ آپ تو کراچی آنے پر بالکل رضامند نہ تھے پھر یہ کیسے ہوا؟ کہا کہ باوا صاحب نے فون پر کہا تھا کہ حضرت یاد فرما رہے ہیں اس لئے آگیا ہوں۔ بہرحال بعد میں مرحوم دوبارہ ہفت روزہ ختم نبوت میں کام کرنے کے لئے راضی ہوگئے تو عبدالرحمن باوا صاحب نے کہا کہ اب آپ نے جانا نہیں کیونکہ میں کل واپس لندن جا رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ میرے جانے کے بعد دوبارہ واپس چلے جائیں۔ تو آپ نے مسکرا کر کہا کہ ٹھیک ہے باوا صاحب اب میں تو نہیں جاؤں گا۔ اب آپ خود ہی بھیجیں گے۔ کسی کو کیا معلوم تھا کہ ان کی اس بات میں کتنی صداقت تھی اور وہ کیا کہنا چاہ رہے تھے۔ آج جب ان کو تابوت میں رکھ کر واپس گھر بھیجا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے تھے۔ کاش ہم ان کی بات کو سمجھ سکتے لیکن سمجھ بھی لیتے تو ہم کیا کر لیتے اور کر بھی کیا سکتے تھے موت تو برحق ہے۔ ایک نہ ایک دن تو ہم سب کو بھی موت کا مزہ چکھنا ہے۔

ترے جانے سے جینے کے بہانے بھی چلے
تجھ کو ہونا تھا کسی روز تو رخصت لیکن
اپنا جینا بھی کوئی دن ہے' ہمیشہ کا نہیں
تو نے کچھ روز تو دی زیست کی لذت لیکن

عبدالرشید انصاری صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "ندائے الخیر" مدیر مسئول سالنامہ "نور علیٰ نور" کا اکثر و بیشتر کام کے سلسلے میں دفتر ختم نبوت میں آنا جانا رہتا ہے۔ آپ جناح کیپ ہر وقت اپنے سر پر رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ حنیف صاحب نے مولانا انصاری صاحب سے وہ ٹوپی مانگی۔ انصاری صاحب نے وہ ٹوپی ان کو دی۔ مرحوم نے وہ ٹوپی سر پر رکھی اور مجھ سے کہا کہ خوشی محمد دیکھنا یہ ٹوپی مجھے کیسی لگ رہی ہے؟ میں نے دیکھا وہ ٹوپی واقعی ان کو بہت اچھی لگ رہی تھی اور میں نے اس کی تصدیق کردی۔ تب مرحوم نے کہا کہ بس انصاری صاحب اب یہ ٹوپی آپ کو کچھ دنوں کے لئے مجھے دینی ہوگی۔ کیونکہ میں ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ) جا رہا ہوں' واپسی پر آپ کو یہ ٹوپی دے دوں گا۔ اس پر انصاری صاحب نے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے کیوں؟ مستقل طور پر کیوں نہیں؟ مرحوم نے کہا "مجھے تو صرف کانفرنس تک کے لئے چاہئے۔" آپ کانفرنس میں کب تشریف لے جا رہے ہیں؟ انصاری صاحب نے پوچھا۔ کہا کہ ۹/ اکتوبر کو۔ انصاری صاحب نے کہا ٹھیک ہے ۸/ اکتوبر کو یہ ٹوپی آپ کو مل جائے گی لیکن میری ایک شرط ہے آپ کو یہ ٹوپی مستقل طور پر پہننی پڑے گی۔ مرحوم نے کہا کہ ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ ٹوپی اب مر کر ہی اترے گی۔ چنانچہ وعدہ کے مطابق ۸/ اکتوبر کو مرحوم کی تاج پوشی ہوئی اور آپ نے ٹوپی ملنے کی خوشی میں منہ میٹھا کرایا۔ ۹/ اکتوبر کو آپ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ۱۰/ اکتوبر کو کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس تشریف لائے تو وہ ٹوپی آپ کے پاس موجود تھی۔ آج آپ اپنی بات کو ثابت کرنا چاہ رہے تھے کہ مجھے تو صرف کانفرنس تک کے لئے چاہئے۔" اور انصاری صاحب سے کیا ہوا وعدہ بھی پورا کرنے آئے تھے کہ "ٹھیک ہے اب یہ ٹوپی مر کر ہی اترے گی۔" اللہ تعالیٰ ان سے کس طرح سچ بلوا رہا تھا' اور ایک ہم تھے کہ ان کی بات کو سمجھ ہی نہیں رہے تھے۔

ع ہم نہ ہوں گے تو ہمیں یاد کرے گی دنیا

مورخہ ۲۰/ اکتوبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۵/ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ بروز جمعرات بوقت ساڑھے گیارہ بجے کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس دفتر ختم نبوت تشریف لائے۔ سب سے گلے ملے' بیٹھے چائے پی اور پھر اوپر اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی اوپر اپنے کمپیوٹر روم میں چلا گیا۔ آپ سامان رکھ کر واپس میرے کمرے میں تشریف لائے جہاں آپ کی بھی نشست موجود تھی۔ جس گدے پر آپ بیٹھتے تھے اس کو مڑا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ کیوں بھئی خوشی محمد ہمارا بستر گول کردیا ہے کیا؟ میں نے کہا کہ نہیں ایسی بات نہیں۔ دراصل گرد سے محفوظ کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ بہرحال آپ اپنی نشست پر بیٹھ گئے۔ مولانا محمد علی صدیقی صاحب اور صاحبزادہ قاری محمد سالک صاحب رحیمی بھی کمرے میں تشریف لے آئے۔ گپ شپ کا سلسلہ شروع ہوا۔ قاری صاحب نے کہا کہ حافظ صاحب ہم تو بہت اداس ہوگئے تھے آپ کے بغیر۔ مسکرائے اور کہنے لگے ہاں

باقی ص ۲۵ پر

سیدہ خالدہ بخاری صاحبہ

قرآن و حدیث کی تعلیمات

عورت کا شوہر کے علاوہ میک اپ یا زیبائش نامحرم مردوں کو دکھانا حرام ہے

وہ گناہ کبیرہ اور حرام کام جن کو ترک کئے بغیر ہم مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں

۱۔ اور کسی مومن یا مومنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کسی بھی امر کا حکم دیں تو پھر اس میں ان کے لئے کوئی اختیار باقی رہ جائے۔ (القرآن)

۲۔ شراب پینا پلانا' زنا کرنا یا کرانا' قتل کرانا یا کرنا' چوری کرنا یا کرانا' جوا کھیلنا یا کھلانا' رشوت دینا اور لینا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' پانی یا بجلی کی چوری کرنا' اس پانی سے روزہ رکھنا یا کھولنا اور چوری کی بجلی کی روشنی میں عبادت کرنا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہیں۔

۳۔ فلمیں دیکھنا یا دوسروں کو دکھانا اور اس سے پیسے کمانا حرام ہے۔

۴۔ ہم دوسروں کی ماں' بہنوں' بیوی اور بیٹی کو دیکھیں اور چھیڑیں لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری ماں' بہن' بیوی اور بیٹی کو دوسرے دیکھیں اور نہ چھیڑیں۔

۵۔ مرد کو قصداً عورتوں پر نظر ڈالنا حرام ہے اور اسی طرح عورتوں کو بے پردہ ہو کر مردوں کے سامنے آنا حرام ہے۔

۶۔ کسی مرد کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بازار میں ایسی چیزیں کھائے جو اپنے بیوی بچوں کو نہ کھلا سکے۔ اسی طرح کسی مرد کو کسی بھی غیر عورت سے میل جول رکھنا' راہ و رسم بڑھانا حرام ہے۔

۷۔ فرمایا گیا کہ جو شخص نیک بات کی سفارش کرے قیامت کے دن اس نیک کام کے اجر میں اس کو بھی حصہ ملے گا اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کے وبال میں وہ بھی برابر کا شریک ہو گا۔

۸۔ کوئی عورت ماں' باپ' بھائی یا شوہر کے اصرار پر بے پردہ نہ ہو' اور نہ ہی کوئی باپ' بھائی یا شوہر اپنی اولاد یا بیوی کو بے پردہ کرے۔ ان کا یہ حکم ماننا اور دین خدا کے حکم سے نافرمانی اور کھلی بغاوت ہے۔ نافرمان اور باغیوں کا حشر فرعون کی بے گور و کفن لاش کی شکل میں تمہارے سامنے موجود ہے۔

۹۔ شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں فلم بنوانا۔ ہندوؤں کی طرح موم بتیاں جلا کر ناچنا گانا مہندی لے جاتے ہوئے ناچنا گانا حرام ہے۔

۱۰۔ دو عورتوں یا دو مردوں کا ایک چادر میں بغیر لباس کے سونا حرام ہے۔

۱۱۔ شوہر کی امانت میں خیانت کرنا' غیر مردوں کا گھر میں آنا جانا یا ان سے میل جول رکھنا اور عورت کا ناخن پالش لگانا اور ناخن بڑھانا گناہ کبیرہ ہے۔

۱۲۔ عورت کا شوہر کے علاوہ میک اپ یا زیبائش ، اور نامحرم مردوں کو دکھانا حرام ہے۔

۱۳۔ مسلمان عورت کو اپنا سر' گلا' گریبان' سینہ' پیٹ اور پشت کھلی رکھنا بھی حرام ہے۔

۱۴۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر خدائے پاک حرام و ناجائز کاموں کو منع نہ فرماتا تو بھی عقل مندوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ ان کاموں سے پرہیز کرتے۔

۱۵۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ دل آنکھوں کے تابع ہے آنکھ کے بگڑنے کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑنے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل تر ہے

۱۶۔ بے پردگی اس لئے نقصان دہ نہیں کہ اس کی ممانعت کر دی گئی بلکہ ممانعت ہی اس لئے کی گئی کہ یہ نقصان دہ ہے۔

۱۷۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا نامحرم مردوں اور عورتوں کے پاس بیٹھنا اور پھر یوں کہنا کہ مجھے ان سے کوئی رغبت نہیں جھوٹ ہے۔ اس بات کی نہ تو شریعت ہی اجازت دیتی ہے اور نہ ہی عقل تسلیم کرتی ہے۔ یہ شریعت کا انکار عام ہے کیونکہ شریعت نے کسی کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا۔

۱۸۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کا نامحرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا' مجلس میں شریک ہونا' دعوتوں اور ضیافتوں میں بے پردہ ہو کر دعوت نظارہ دینا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

۱۹۔ دفتروں' کارخانوں' تعلیمی اداروں اور دیگر مقامات میں عورتوں کو نامحرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا کام کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔

۲۰۔ مسلمان عورت کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا زنا کے حکم میں ہے (ابوداؤد)۔

۲۱۔ مسلمان عورت کا نامحرم مرد سے بلا ضرورت شدیدہ گفتگو کرنا بدکاری میں داخل ہے اور اس کا باریک کپڑا پہننا ننگی ہونے کے برابر ہے (امام غزالیؒ۔)

۲۲۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عورت کو عمدہ عمدہ لباس مت پہنایا کرو تاکہ اچھی پوشاک نہ ہونے کی صورت میں وہ گھر پر ہی رہا کریں ورنہ خوبصورت کپڑے موجود ہونے کی صورت میں اس (میں خود نمائی) کی تحریک ہونے لگتی ہے اور وہ باہر جانے کی آرزو مند ہوتی ہیں۔

۲۳۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے اچھی بات یہ ہے کہ کوئی غیر مرد ان کو نہ دیکھے اور نہ ہی یہ کسی غیر مرد کو دیکھیں۔

۲۴۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور حارث کی بیٹی میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ حضرت ابن ام مکتومؓ آئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پردہ کرو۔ ہم نے عرض کیا کہ وہ تو اندھے ہیں ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم بھی اندھی ہو کہ اسے نہیں دیکھ سکتیں۔

۲۵۔ مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ تم اپنے گھروں کے اندر رہا کرو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح دور جاہلیت میں عورتیں بے پردہ ہو کر گھر سے باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں (القرآن)۔

۲۶۔ کوئی مسلمان عورت شوہر کی بلا اجازت حج بیت اللہ پر نہیں جا سکتی۔

۲۷۔ جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت بغیر محرم کے نہ کرے (اس کو حرام قرار دیا گیا ہے)۔ بخاری مسلم۔

۲۸۔ جو عورت گھر پر رہتی ہے وہ اللہ کے نزدیک ہوتی ہے اور گھر سے باہر شیطان کے قریب ہو جاتی ہے۔

۲۹۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جس مجلس میں جا کر خلاف شرع امور معلوم ہوں اور منع نہ کر سکے تو وہاں سے چلے آنا ہی واجب ہے۔

۳۰۔ مردوں کی نظر میں عورت کا چہرہ صرف ننگا نہیں ہوتا بلکہ وہ مادر زاد برہنہ نظر آتی ہے اور چشم زدن کے عرصہ قلیل میں تصور ان مراحل کو طے کر لیتا ہے جس کو آنکھ کا زنا کہا جاتا ہے۔

۳۱۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا حیاء اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود چلا جاتا ہے (یعنی حیا ختم ہو گئی) تو ایمان چلا گیا۔

۳۲۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا حیا کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے

بقیہ ص ۲۶ پر

مولانا عبدالمقتدر ہزاروی' چھتر دومیل مظفر آباد

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک نظر میں

آپ ؐ کے صبرو بردباری اور درگزر کرنے کی صفت نبوت کے عظیم ترین اوصاف میں سے ہے

خلق عظیم

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی ذات کریمہ میں مکارم اخلاق' محامد صفات اور ان کی کثرت و قوت اور عظمت کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح و ثنا فرمائی ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے۔

وانک لعلیٰ خلق عظیم

"بلاشبہ آپ ؐ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔"

اور فرمایا۔

کان فضل اللہ علیک عظیما۔

آپ ؐ پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل ہے۔ اور خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

یعنی۔ "مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے۔

لاکمل محاسن الافعال۔

یعنی۔ "اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ؐ کی ذات مقدس میں تمام محاسن و مکارم اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ ﷺ کا معلم خود حق تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔

حلم و عفو

حضور اکرم ﷺ کے صبرو بردباری اور درگزر کرنے کی صفت نبوت کے عظیم ترین اوصاف میں سے ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول ﷺ نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلہ میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ نے ہی بدلہ لے لیا۔

تواضع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

"مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو۔ جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف کی کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں بس تم میری نسبت کہہ سکتے ہو کہ محمد (ﷺ) خدا کے بندے اور اس کے رسول ؐ ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ۔

میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بازار میں آیا اور حضور اکرم ﷺ نے ایک سراویل یعنی پائجامہ کو چار درہم میں خریدا اور حضور اقدس ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا کہ قیمت میں مال کو خوب کھینچ کھینچ کر تول یعنی وزن میں کم یا برابر نہ ہو وہ شخص یعنی وزن کرنے والا حیرت زدہ ہو کر بولا میں نے کبھی بھی کسی سے قیمت کی ادائیگی میں ایسا کہتے نہیں سنا۔

اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا۔

"افسوس ہے تجھ پر کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا۔"

پھر وہ شخص ترازو کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور حضور اقدس ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ ؐ نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا کہ۔

"یہ عجمیوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں اور سربراہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ میں تو بادشاہ نہیں ہوں میں تو تم ہی میں سے ایک شخص ہوں۔"

اس کے بعد حضور ؐ نے سراویل کو اٹھا لیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ارادہ کیا کہ آپ ؐ کے ہاتھ سے سراویل کو لے لوں مگر آپ ؐ نے فرمایا کہ سامان کے مالک کا یہی حق ہے کہ وہ اپنے سامان کو اٹھائے مگر وہ شخص جو کمزور ہے اور اٹھا نہ سکے تو اپنے بھائی کی مدد کرنا چاہئے۔

نرمی اور شفقت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ بڑے ہی خوش اخلاق تھے۔ ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا کہ میں خدا کی قسم نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اکرم ﷺ نے دیا ہے۔ اس کے لئے ضرور جاؤں گا۔ پھر میں نکلا میرا گزر بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اتنے میں اچانک رسول اقدس ﷺ نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑ لئے۔ جب میں نے آپ ؐ کی طرف دیکھا تو آپ ؐ کو مسکراتے ہوئے پایا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انس تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا۔ میں نے کہا ہاں جاؤں گا یا رسول اللہ (بحوالہ مشکوٰۃ)۔ فائدہ یہ حضرت انسؓ کے بچپن کا واقعہ ہے اور وہ انکار بھی بچپن پر محمول ہے۔

ایفائے عہد

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی شدید ضرورت تھی۔ حذیفہؓ ابن یمان اور ابوجندلؓ دو صحابی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم مکہ سے آرہے تھے راستے میں کفار نے ہمیں گرفتار کر لیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ ہم لڑائی میں آپ ؐ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ عہد مجبوری کا عہد تھا۔ لیکن ہم آپ ؐ کا ساتھ ضرور دیں گے۔ تو اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے باہر چلے جاؤ ہم (مسلمان) اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے۔ ہم کو صرف اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہے۔

(بحوالہ صحیح مسلم باب الوفا بالعہد ص ۸۹ ج ۲ ص ۱۰۶)

حضرت عبداللہ ابن ابی الحمساء بیان فرماتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور اکرم ﷺ سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم باقی رہ گئی تھی۔ میں نے حضور اقدس ﷺ سے وعدہ کیا کہ آپ ؐ یہاں انتظار فرمائیں میں رقم لے کر حاضر ہوتا ہوں پھر میں بھول گیا۔ تین دن بعد میں مجھے یاد آیا تو میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

باقی ص ۲۶ پر

مولانا محمد منظور نعمانی

دُعا اور اُس کی فضیلت

اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول نہیں کرتا جو دل کی غفلت کے ساتھ کی جائے

جب یہ بات یقینی ہے اور مانی ہوئی ہے کہ اس دنیا کا سارا کارخانہ اللہ ہی کے حکم سے چل رہا ہے اور سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے تو ہر چھوٹی بڑی ضرورت میں اللہ سے دعا کرنا بالکل فطری بات ہے۔ اسی لئے ہر مذہب کے ماننے والے اپنی ضرورتوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا (مانگتے) کرتے ہیں لیکن اسلام میں خاص طور سے اس کی تعلیم و تاکید فرمائی گئی ہے۔ قرآن شریف میں ایک جگہ ارشاد ہے۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم۔

"اور فرمایا تمہارے پروردگار نے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

قل ما یعبابکم ربی لولا دعاؤکم۔

"کہہ دو کیا پرواہ تمہاری میرے رب کو اگر نہ ہوں تمہاری دعائیں۔"

پھر دعا کے حکم کے ساتھ یہ بھی اطمینان دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہے۔ وہ ان کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الدعاء اذا دعان۔

"اے رسولؐ جب تم سے میرے متعلق پوچھیں (تو انہیں) بتاؤ کہ میں ان سے قریب ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے ہم کو یہ بھی بتلایا کہ اپنی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے بلکہ عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ "دعا عبادت ہے۔" اور ایک روایت میں ہے کہ دعا عبادت کا جوہر اور اس کا مغز ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ کسی چیز کا درجہ نہیں۔"

اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض ہوتا ہے جو اپنی حاجتیں اس سے نہ مانگے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ اس بندے سے ناراض ہوتا ہے جو اپنی حاجتیں اور ضرورتیں اس سے نہیں مانگتا۔"

سبحان اللہ دنیا میں کوئی آدمی اپنے کسی گہرے دوست یا اپنے کسی عزیز سے بھی بار بار اپنی ضرورتوں کا سوال کرتے ہیں تو وہ اس سے تنگ آکر خفا ہو جاتا ہے لیکن اللہ پاک اپنے بندوں پر اس قدر مہربان ہے کہ وہ نہ مانگنے پر خفا اور ناراض ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ۔

"جس شخص کے لئے دعا کے دروازے کھل گئے (یعنی اللہ کی طرف سے جس کو دعا کی توفیق ملی اور اصلی دعا کرنا جسے نصیب ہو گیا) تو اس کے لئے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل گئے۔"

بہرحال کسی ضرورت اور مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا جس طرح اس کو حاصل کرنے کی ایک تدبیر ہے اسی طرح وہ ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت راضی و خوش ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ یہ شان ہر دعا کی ہے چاہے وہ کسی دینی مقصد کے لئے کی جائے یا دنیاوی مقصد کے لئے کی جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کسی برے اور ناجائز کام کے لئے نہ ہو۔ ناجائز کام کے لئے دعا کرنا بھی ناجائز اور گناہ ہے۔

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ دعا جس قدر دل کی گہرائی سے اور اپنے کو جس قدر عاجز و بے بس سمجھ کر اور اللہ کی قدرت و رحمت کے جتنے یقین کے ساتھ کی جائے گی اسی قدر اس کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہوگی۔ جو دعا دل سے نہ کی جائے بلکہ رسمی طور پر صرف زبان سے کی جائے وہ در اصل دعا ہی نہیں ہوتی۔ "حدیث شریف میں ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ وہ دعا نہیں قبول کرتا جو دل کی غفلت کے ساتھ کی جائے۔"

اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر وقت کی دعا سنتا ہے لیکن حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خاص وقتوں میں دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ مثلاً فرض نمازوں کے بعد اور رات کے آخری حصہ میں، یا روزہ کے افطار کے وقت ایسے ہی کسی اور نیک کام کے بعد یا سفری حالت میں خاص کر جب سفر دین کے لئے ہو اور اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے آدمی کا ولی ہونا یا متقی ہونا شرط نہیں ہے اگرچہ اس میں شبہ نہیں کہ اللہ کے نیک اور مقبول بندوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ عام لوگوں اور گنہگاروں کی دعائیں سنی ہی نہ جاتی ہوں۔ اس لئے کہ کسی کو یہ خیال کرکے دعا چھوڑنی نہ چاہئے کہ ہم گنہگاروں کی دعا سے کیا ہوگا۔

اللہ رحیم کریم جس طرح اپنے گنہگار بندوں کو کھلاتا پلاتا ہے اسی طرح ان کی دعائیں بھی سنتا ہے اسی لئے اللہ سے دعا سب کو کرنا چاہئے۔ ابھی بتلایا جا چکا ہے کہ دعا مستقل عبادت ہے اس لئے دعا کرنے والے کو ثواب تو ضرور ملے گا۔

اگرچہ چند دفعہ دعا کرنے سے مقصد حاصل نہ ہو تو بھی مایوس اور ناامید ہو کر دعا نہ چھوڑنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری خواہش کا پابند نہیں ہے کبھی کبھی اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ دعا دیر سے قبول کی جائے اور بندے کی بہتری بھی اسی میں ہوتی ہے لیکن بندہ اپنی نادانی کی وجہ سے اس کو جانتا نہیں اس لئے جلد بازی کرتا ہے اور مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

الغرض بندے کو چاہئے کہ اپنی ضروریات اور اپنے مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہی رہے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کس دن اور کس گھڑی سن لے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کے متعلق ایک بات یہ بھی بتلائی ہے کہ۔

"دعا ضائع اور بے کار کبھی نہیں جاتی لیکن اس کے قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ جس چیز کی دعا کرتا ہے اس کو وہی مل جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو وہ چیز دینا بہتر نہیں سمجھتے اس لئے وہ تو ملتی نہیں اس کے بجائے کوئی اور نعمت اس کو دے دی جاتی ہے یا اس دعا کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا جاتا ہے لیکن چونکہ بندہ کو اس راز کی خبر نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ میری دعا بے کار گئی، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے یعنی بندہ جس مقصد کے لئے دعا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کو دیتا نہیں لیکن اس دعا کے بدلے آخرت کا بہت بڑا ثواب اس کے لئے لکھ دیتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ۔

"بعض لوگ جن کی بہت سی دعائیں دنیا میں قبول نہیں ہوتی تھیں جب آخرت میں پہنچ کر اپنی ان دعاؤں کے بدلے میں ملے ہوئے ثواب اور نعمتوں کے ذخیرے دیکھیں گے تو حسرت سے کہیں گے اے کاش دنیا میں ہماری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی اور سب کا بدلہ ہمیں یہیں ملتا۔"

بہرحال اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے ہر بندے کو اللہ کی قدرت اور اس کی شان کریمی پر پورا یقین رکھتے ہوئے قبولیت کی پوری امید اور بھروسے کے ساتھ اپنی ہر ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے اور بالکل یقین رکھنا چاہئے کہ دعا ہرگز ضائع نہیں کی جائے گی۔

مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی ناظم مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال

صدقات وخیرات کا نعم البدل

اگر مال خدا کے راستے میں خرچ کرو گے تو اللہ اس کا نعم البدل عطا کرے گا

رب کریم کا وعدہ ہے کہ اللہ کے دین پر خرچ کرنے والوں کو اس دنیا میں بھی عوض اور بدلہ ملے گا اور آخرت میں ان کی نیکیوں کا ایک ذخیرہ ان کو الگ ملے گا۔ چنانچہ سورۃ سبا میں ارشاد ہے وما انفقتم من شئی فھو یخلفہ وھو خیر الرازقین یعنی جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کا قائم مقام پیدا کردے گا اور بہترین روزی رساں ہے۔ اسی طرح سورۃ نحل میں ارشاد ہے للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ولدار الاخرۃ خیر ولنعم دار المتقین یعنی محسنین اسلام کے لئے اس دنیا میں نیک عوض ہے اور آخرت کا گھر اس سے بہتر ہے اور صاحب تقویٰ کا گھر کیا خوب ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس دنیا میں نیکیوں کے نیک اور بہتر معاوضے ملتے ہیں۔

۱۔ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ صبح کو ایک فرشتہ خرچ کرنے والے صاحب خیر کے لئے یہ دعا کرتا ہے اللھم اعط منفقا خلفا اے میرے خدا خرچ کرنے والے کو اس خرچہ کا نعم البدل عطا فرما۔

(منتخب کنز العمال جلد دوم ص۵۱۰)

۲۔ ایک اور حدیث شریف کا مضمون ہے اگر تم مال کو خدا کے راستے میں خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس کا نعم البدل عطا کرے گا۔ (مسند احمد جلد پنجم ص ۳۶۳)

۳۔ ایک بار آنحضرت ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ میں ان کو قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے (ما نقص مال عبد من صدقۃ) کہ کسی بندے کا مال صدقے میں دینے کے بعد گھٹتا نہیں (مسند احمد جلد اول ص ۹۳) کیونکہ اگر ایک راستہ سے خرچ ہو تو قدرت دوسرے راستوں سے اس کی جدید آمدنیوں اور مالی ترقیوں کے بعض اسباب بھی پیدا کردیتی ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

حافظ ابن حجرؒ اصابہ میں نقل فرماتے ہیں کہ عامر بن قیس تابعیؒ ایک صاحب کرامات بزرگ ہیں۔ ایک قافلہ کو شیر نے روک رکھا تھا۔ شیر کی وجہ سے اس راستے سے گزرنا اہل قافلہ کے لئے ناممکن تھا۔ آپ بے تکلف شیر کے پاس گئے اور راستہ سے ہٹا دیا۔ شیر دُم ہلاتا ہوا نکل بھاگا۔ یہ ان کی خدا پرستی کی ایک برکت تھی۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

آپ کی کریم النفسی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ خلافت کے مقررہ وظیفہ کو لے کر گھر کی طرف روانہ ہوتے تو راستہ میں جو بھی مسکین پہلے مل جاتا اسی کو دے کر خالی تھیلی گھر میں پھینک دیتے۔ گھر والے جب تھیلی کو کھولتے تو اس مقررہ وظیفہ کی پوری رقم نکلتی۔ (اصابہ جلد سوم ص۸۶)

عطیہ خداوندی

علامہ ذہبیؒ نے محدث یگانہ امام زمانہ شیخ حیوۃ بن شریح کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ان کا وظیفہ حکومت کی طرف سے مقرر تھا۔ آپ وظیفہ تو لے آتے مگر راستہ میں پوری رقم اہل حاجت کو تقسیم فرما دیتے اور جب گھر پہنچتے تو بستر کے نیچے اس رقم کا نعم البدل ہمیشہ موجود پاتے۔ ان کے چچا زاد بھائی کو اس کی خبر متواتر مل رہی تھیں تو اس نے بھی یہی کیا۔ ذہبیؒ نے لکھا ہے (فتصدق وبادر الی تحت فراشہ) اپنا وظیفہ صدقہ کردیا اور پھر جلدی سے بستر کی طرف بڑھا کہ اس کا نعم البدل مل جائے۔ پورا بستر خوب الٹ پلٹ کر دیکھا بھالا مگر اس میں کچھ نہ ملا تو امام صاحبؒ سے انہوں نے شکایت کی۔ اس موقع پر شیخ حیاۃ نے جو کچھ فرمایا اسے تمام اہل خیر حضرات کو نوٹ کرلینا چاہئے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سعادت و برکت کی موجب دراصل کیا چیز ہے؟ فرمایا اعطیت ربی بیقین وانت اعطیتہ تجربۃ میں نے خدا کو اس یقین کامل سے دیا تھا کہ خداوند قدوس اپنے وعدۂ حق کے مطابق اس کا نعم البدل ضرور عطا کرے گا۔ اور تم نے اللہ کو آزمائش اور تجربہ کے طور پر دیا تھا۔

آج ہماری یہی حالت ہے کہ ہمارے عوام بلکہ خواص کے دل یقین و تصدیق کے جذبات سے خالی ہیں (الا ماشاء اللہ)۔

یقین پیدا کر اے غافل کہ پابند گماں تو ہے

حضرت علیؓ کا واقعہ

ایک بار حضرت علیؓ کے پاس ایک سائل آیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسینؓ سے فرمایا کہ اپنی ماں کے پاس سے ایک

اور یہ پیغام دیا کہ ماں کہتی ہیں صرف چھ درہم ہیں جو میں نے آٹا منگوانے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا جاؤ اب پورے چھ درہم لے آؤ اور اپنی ماں سے کہو کہ اپنے درہم و دینار سے زیادہ اللہ کے احسان پر اعتماد کریں۔ چنانچہ وہ چھ درہم آگئے اور حضرت علیؓ نے ان کو سائل کے حوالے کردیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس ایک اونٹ فروخت کرنے کے خیال سے لایا۔ حضرت علیؓ نے اس شرط کے ساتھ کہ دام تاخیر سے دیں گے۔ ایک سو چالیس درہم میں اونٹ کو خرید لیا وہ شخص اونٹ دے کر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک شخص آیا پوچھا اونٹ کس کا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا میرا ہے تھوڑی سی بات چیت کے بعد اس نے اونٹ دو سو درہم میں خرید لیا۔ حضرت علیؓ نے ایک سو چالیس درہم اونٹ والے کے گھر بھجوا دیئے اور باقی ساٹھ درہم جو بچے ان کو حضرت فاطمہؓ کے حوالہ کردیا۔ حضرت فاطمہؓ نے تعجب سے پوچھا یہ کہاں سے آئے۔ فرمایا اس وعدۂ خداوندی کے تحت ملا ہے جو ایک کے بدلے کم از کم دس ملنے کے ضابطہ میں موجود ہے (من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا) چونکہ ہم نے اللہ کی راہ میں چھ درہم خرچ کیا تو اللہ پاک نے اس کے بدلے ساٹھ درہم نعم البدل مرحمت فرمایا۔

(منتخب کنز العمال جلد دوم ص۱۵۲ و مروج الذہب للمسعودی)

ابو مسلم خولانیؒ کا واقعہ

علامہ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب میں لکھا ہے کہ ابو مسلم خولانی کا شمار کبار تابعین میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں وفات نبویؐ سے پہلے ایمان لاچکے تھے مگر رسول پاکؐ سے شرف ملاقات نہ کرسکے (اصابہ و تہذیب ابن حجرؒ) بہرحال آپ اس یقین کامل کے حامل تھے کہ فرماتے کہ میں جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تو جو یقین آج مجھے بلا دیکھے حاصل ہے اس میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہوگا۔ انہی بزرگ کا ایک واقعہ علامہ ابن الجوزیؒ نے نقل کیا ہے۔ ایک بار ابو مسلم خولانیؒ کی اہلیہ نے اطلاع دی کہ آج رات کو آٹا وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ ابو مسلمؒ نے پوچھا کچھ درہم ہیں جواب ملا بس ایک درہم ہے۔ فرمایا کہ وہی ایک درہم اور تھیلی بھیج دو۔ اسے لے کر بازار گئے اور دوکان پر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ ایک سائل نے سوال کردیا۔ آپ ہٹ کر دوسری دکان پر چلے گئے۔ سائل سایہ کی طرح ساتھ لگا ہوا وہاں بھی پہنچا۔ انہوں نے دکاندار سے ایک درہم کا آٹا مانگا ہی تھا کہ سائل نے پھر نام لے کر مخاطب کیا کہ اے ابو مسلم خولانیؒ آپ ہی سے میرے سوال ہیں۔ اب آپ نے اس کو وہ درہم دے دیا اور خالی تھیلی لے کر گھر واپس لوٹے۔ مگر بیوی کا خوف دامن گیر تھا۔ ایک جگہ آرہ چل رہا تھا۔ وہاں

بقیہ ص ۳۹

حفیظ رضا پسروری

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ نے درس و تدریس کے ذریعہ اسلام کی جو خدمت کی اس کا اعتراف دنیائے اسلام کے ہر حصہ میں کیا گیا ہے

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی قوم کے اکابر ہی اس کی دولت بیدار اور اس کا حقیقی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان اکابر کے فہم و فراست' علم و عمل اور خلوص گفتار و کردار سے روشنی حاصل کر کے قومیں اپنے لئے راہ عمل متعین کرتی ہیں اور ان کے نقش قدم پر چل کر بالآخر اپنی منزل کو پالیتی ہیں۔ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ ہماری ملی' علمی اور سیاسی تاریخ کا بیشتر حصہ ملی اکابرین کی قربانیوں اور تابانیوں سے درخشاں ہے مگر اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ آج ہماری پوری قوم اس راستے پر چل نکلی ہے جہاں یہ اپنے قابل قدر اسلاف کے ذکر و فکر سے روشنی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے مادیت کی ہوس کے ساتھ ساتھ مادی آسائشوں کی طلب تو بڑی تیزی سے نشوونما پارہی ہے مگر تاریخ' ماضی اور اکابرین سے رغبت کی جنس گرانمایہ کی حیثیت صرف نظر سے زیادہ نہیں۔ افسوس کہ ہماری موجودہ نسل اپنے اسلاف' جن کی بدولت ہم آزادی اور علم و عمل ایسی نعمتوں سے ہمکنار ہوئے اور جن کے ذکر سے ہماری ملی تاریخ کے صفحات رہتی دنیا تک جگمگاتے رہیں گے' سے کٹ کر رہ گئی ہے اور یقیناً یہ اسی قدر ناشناسی کی سزا ہے کہ آج ہماری قوم اکابرین اور رہنماؤں کے معاملے میں قحط الرجال کا شکار ہو کر رہ گئی ہے اور اس حقیقت کو ممتاز دانشور اور ادیب جناب مختار مسعود نے اپنے خوبصورت پیرایہ اظہار میں یوں بیان کیا ہے۔

"بڑے آدمی انعام کے طور پر دیئے جاتے ہیں اور سزا کے طور پر روک لئے جاتے ہیں۔ عطا تو اسی کے حق میں ہوتی ہے جو حق دار ہو" آخر قدرت ایک ناسپاس قوم کو بڑے آدمی کیوں عطا کرے۔"

حضرت محدث العصرؒ بھی ہمارے عہد کی چند ایسی ہی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیتوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے تبحر علمی' "عشق رسول" جذبہ جہاد کا منفرد مقام عطا کر رکھا تھا۔ ہدایت و رہنمائی' فریضہ امر بالمعروف و نہی المنکر' ایمان و ایقان اور تبلیغ و اشاعت دین کا جو فریضہ حضرتؒ نے انجام دیا وہ یقیناً حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق تھا کہ علماء انبیاءؑ کے وارث ہوتے ہیں اور ان کی میراث علم ہے۔ حضرت بنوریؒ کا تعلق ان علماء حق سے تھا جو..... ہر عہد اور ہر دور میں..... دین کی خدمت کرتے رہے' اسلام کا ایمان پرور پیغام انسانی دنیا تک پہنچاتے رہے' قرآن و حدیث' اسوۂ رسولؐ کی اتباع' تفسیر و تشریح اور ان احکامات کی بجا آوری میں اپنی زندگیاں' ایثار و خلوص کے ساتھ' صرف کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے مقابلے میں جو بھی فتنے پیدا ہوئے ان کا نہایت بہادری سے مقابلہ اور قلع قمع کرتے رہے۔ جب برصغیر میں ان علماء حق کو برٹش حکومت سے ٹکرانا پڑا تو انہوں نے وہ عظیم الشان جدوجہد کی کہ اسے جہاد کا درجہ حاصل رہا اور اس راستے میں انہوں نے دارورسن سے لے کر بند و سلاسل کے جاں لیوا مرحلے طے کئے۔ برصغیر کی دینی اور سیاسی تاریخ علماء دیوبند" اور علماء حق کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ اسی کاروان علماء حق کے ایک ممتاز اور منفرد حدی خوان حضرت بنوریؒ بھی تھے' جن کی دینی حمیت و غیرت' غیر متزلزل ایمان و ایقان' صبر و استغناء' درس و تدریس' توکل علی اللہ اور اخلاص و تقویٰ کے اعلیٰ اوصاف و کمالات' ان کی شخصیت کی دلاویز تصویر تھے اور جو اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیتے رہے' ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء بروز پیر راولپنڈی میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ کے انتقال سے منبر و محراب' عظمت مجرد' ہدایت و رہنمائی اور اخلاص للہیت کا ایک روشن باب ختم ہو گیا۔

ع اب انہیں ڈھونڈھ چراغ رخ زیبا لے کر

حضرت محدث العصر علامہ بنوریؒ ۱۹۰۸ء میں پشاور سے ملحقہ بستی مہابت آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا سید محمد زکریا کا سلسلہ نسب حضرت آدم بنوریؒ سے ملتا ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ راشد تھے۔ یہی سلسلہ نسب حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ قرآن مجید اپنے والد گرامی اور ماموں سے پڑھا۔ ابتدائی تعلیم پشاور اور کابل میں حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے اسلامی دنیا کی عظیم یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کے اساتذہ میں محدث العصر حضرت سید انور شاہؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ایسی نابغہ روزگار شخصیتیں شامل تھیں۔ جب علامہ انور شاہؒ دیوبند سے ڈابھیل (سورت) منتقل ہوئے تو مولانا بنوریؒ بھی آپ کے ہمراہ چلے گئے۔ جہاں سے آپ نے دورۂ حدیث مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۳۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ اس کے بعد پشاور تشریف لے گئے جہاں ملی' دینی اور سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ اسی زمانہ میں وہ جمعیت العلماء پشاور کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۴۳ء میں مجلس علمی ڈابھیل نے دو اہم دینی کتابوں فیض الباری اور نصب الرایہ کی طباعت کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی تو اس سلسلے میں مصر' ترکی' سعودی عرب کا علمی اور تحقیقی دورہ کیا۔ ۱۹۳۸ء میں مفتی اعظم محمد کفایت اللہؒ کی معیت میں موتمر فلسطین قاہرہ میں شرکت کی۔ فیض الباری اور نصب الرایہ کی طباعت کے بعد جامعہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث کے ممتاز منصب پر فائز ہوئے جہاں بخاری شریف' ابو داؤد اور ترمذی کا درس شروع کیا۔ ۱۹۵۱ء میں آپ پاکستان تشریف لے آئے اور جامعہ ٹنڈو الہ یار میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دینے لگے۔ ۱۹۵۳ء میں جامعہ عربیہ اسلامیہ کراچی کی بنیاد رکھی جہاں سے ہزاروں تشنگان علم فیضیاب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اسی زمانہ میں فتنہ انکار حدیث کے خلاف ایمان پرور جدوجہد کی۔ ۱۹۷۴ء سے لے کر ۱۹۷۷ء تک تحریک تحفظ ختم نبوت کی کامیاب اور جرات مندانہ قیادت کی۔ ضیاء الحق مرحوم نے جب آپ کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت پیش کی تو خادم اسلام کی خاطر قبول کرلی۔

اوائل زمانے میں جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قطب العلم حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد شفیع گینویؒ سے بیعت ہوئے جنہوں نے مولانا کو فرمایا کہ وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ یا شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ میں کسی سے رابطہ قائم کرلیں۔ آپ کا دونوں بزرگوں سے ربط و تعلق رہا اور سید حسین احمد مدنیؒ سے خصوصی طور پر مستفید ہوتے رہے۔

باقی ص ۲۵ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حافظ محمد ابراہیم بندھانی

مجاہدِ ختمِ نبوت شورش کاشمیری مرحوم

آپ سچائی کے پرستار' انسانیت کے علمبردار اور غریبوں و مظلوموں کے زبردست حامی و ہمدرد تھے

۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء کی وہ صبح روسیاہ زندگی کی آخری شام ڈھلنے تک یاد رہے گی' جب قومی اخبارات ماتمی شہ سرخیوں میں ایک عہد آفریں اور تاریخ ساز شخصیت کی اچانک واقع ہونے والی المناک وفات کی اندوہناک خبر اپنے دامن میں لئے جب ہم وطنوں کے ہاتھوں میں پہنچے تو ہر خاص و عام حیرت و استعجاب کی تصویر بنے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کہ۔

کیا ہوا کیوں کھا گئی اس کو وطن کی سرزمین
لرزتا تھا جس کے انداز سخن سے آسماں

یہ عظیم المرتبت شخصیت دنیائے خطابت کے سب سے بڑے شعلہ بیاں مقرر' نڈر بے باک صحافی' نامور شاعر و ادیب اور مقبول ہردلعزیز عوامی رہنما شورش کاشمیریؒ کی ذات اقدس تھی جو ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء کو امرتسر کے ایک غریب گھرانے میں اس وقت پیدا ہوئے جب کرۂ ارض پہلی جنگ عظیم کے شعلوں کی زد میں تھا۔ یہ دن اس لحاظ سے بھی برصغیر کے مسلمانوں کے لئے اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ فرنگی سامراج کے اقتدار کا سورج اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں اور تابانیوں کے باوجود ۱۹۴۷ء میں اسی مبارک دن ۱۴ اگست کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا' جس کے نتیجے میں برصغیر کے غلام عوام کو بدترین غلامی کی طویل شب سے چھٹکارا حاصل پا کر آزادی جیسی عظیم نعمت نصیب ہو گئی۔ والدین نے آپ کا نام اگرچہ عبدالکریم رکھا تھا لیکن شہرت و مقبولیت آپ کو قلمی تخلص "شورش کاشمیریؒ" ہی کے نام سے حاصل ہوئی' جو آپ کی شوخ اداؤں اور ہنگامہ خیزیوں سے متاثر ہو کر ان کے استاد محترم حضرت احسان دانش نے تجویز کیا تھا۔ شورش مرحوم ایک پروقار اور باغ و بہار شخصیت کے مالک انسان تھے۔ ان کی ذات کہکشاں کی طرح کئی خطوط کا مرقع اور ان گنت صفات و کمالات کا مجموعہ اور اس شعر کی مکمل تشریح تھی۔

ابھرے تو آندھی' بپھرے تو طوفان
چھلکے تو نغمہ' لرزے تو شبنم

شورشؒ سچائی کے پرستار اور انسانیت کے علمبردار تھے۔ وہ غریبوں اور مظلوموں کے زبردست حامی و ہمدرد تھے۔ شورشؒ نے جب ہوش و حواس سنبھالنا شروع کئے تو گھر میں غربت کی تاریکی اور فاقہ مستی کو بسیرا کئے پایا اور ملک میں فرنگی استعمار کی فرعونیت اور مظلوم و محکوم عوام پر ان کے انسانیت سوز مظالم کے روح فرسا مناظر دیکھے تو شورشؒ کے دل و دماغ میں سیر و تفریح اور کھیل کود کی فطری خواہشوں کی جگہ غیر ملکی حکمرانوں سے بغاوت اور سرمایہ دارانہ و ظالم استحصالی نظام سے نفرت و حقارت کے جذبات پروان چڑھنا شروع ہو گئے۔ احترام آدمیت اور آزادی وطن کے جنونی جذبے نے اس مرد مجاہد کو بچپن ہی سے مائل بہ سیاست کرنا شروع کر دیا تھا۔ مولانا ظفر علی خانؒ کے "زمیندار" اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کے اخبار "الہلال" کے بڑے ذوق و شوق سے مستقل مطالعہ نے نہ صرف شورشؒ کی ذہنی و فکری طور پر سیاسی تربیت و نشوونما میں اہم کردار ادا کیا بلکہ شورشؒ کے دل و دماغ میں فرنگی اقتدار کے خلاف نفرت و حقارت اور آزادی کی امنگ و تڑپ اس قدر کوٹ کوٹ کر بھر دی کہ اس کے بعد پھر شورشؒ نے گھریلو پسماندگی' عمر کی اور فرنگی حکمرانوں کے خطرناک و خوفناک ظلم و ستم کے باوجود ہر قسم کے نتائج سے بے پرواہ ہو کر پوری جرات و شجاعت کے ساتھ غیر ملکی حکمرانوں کی حکومت کے خلاف اعلان بغاوت کر کے اپنے آپ کو قافلہ آزادی میں شامل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ فرنگی حکمرانوں نے جب اپنے مذموم ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے ایجنٹوں اور وظیفہ خوار دلالوں کے ذریعہ لاہور کی تاریخی مسجد شہید گنج کو منہدم کروا کر تمام قائدین و علمائے دین کو پابند سلاسل کر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تو خوف و دہشت کی اس پرگھٹن فضا میں افسردہ اور مایوس مسلمانوں کو ولولہ اور حوصلہ دینے کا عزم صمیم کر کے عزیمت و استقامت کے پیکر مجسم شورشؒ بے خوف و خطر جذبہ ابراہیمی بن کر آتش نمرود میں کود پڑے۔ مسجد شہید گنج کی بازیابی کے سلسلے میں شاہی مسجد میں منعقدہ احتجاجی جلسہ عام میں اپنی زندگی کی پہلی سیاسی تقریر کرتے ہوئے شورشؒ نے کمال ہمت و بے مثال جرات سے جس طرح فرنگی حکمرانوں کو للکارا' اس سے نہ صرف فرنگی حکمرانوں کے محلات لرز اٹھے بلکہ مسجد کی بازیابی کی تحریک شعلہ جوالہ بن کر ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گئی اور حکومت نے بدحواس ہو کر اس مرد مجاہد کو پس دیوار زنداں دھکیل دیا اور پھر یہیں سے اسیری' نظر بندی' پابندی اور مقدمہ بازیوں کا وہ لاانتہائی سلسلہ جاری ہو گیا جو تادم مرگ اس بطل حریت کی جان کا روگ بن کر رہ گیا۔ فرنگی حکومت نے شورشؒ کو آزادی کی تحریک سے باز رکھنے کے لئے بغاوت کے متعدد مقدمات قائم کر کے نہ صرف پانچ پانچ سال جیل کی کال تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں مقید رکھ کر اس مرد حریت پر بے پناہ جسمانی تشدد کیا بلکہ شورشؒ کی تقریر کی آتش بیانی' روانی اور جولانی ختم کرنے کے لئے اس کے منہ پر گوبری کا لوتھڑا تک باندھنے سے دریغ نہ کیا۔ بیڑیوں' ہتھکڑیوں اور ڈنڈا بیڑیوں کا تو فرنگی سرکار نے اس مرد حریت پر اس قدر استعمال کیا کہ گویا وہ تو شورشؒ کی جراتوں اور شجاعتوں کے زیور کی حیثیت اختیار کر گئی تھیں۔ لیکن فرنگی حکومت کے تمام تر انسانیت سوز ظلم و ستم اور جبر و تشدد کے باوجود

شورشؒ ہر مرتبہ جیل سے رہائی حاصل کرنے کے بعد نئے عزم اور ولولے کے ساتھ پہلے سے زیادہ پرجوش اور باغیانہ تقریریں کر کے فرنگی سامراج کے مظالم کے مارے ہوئے غلام عوام کے سرد جذبات کو گرمانے اور ان کے منجمد لہو میں حرارت پیدا کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ شورشؒ نے برصغیر کے عوام کو فرنگی حکمرانوں کی غلامی سے نجات دلا کر آزادی کی نعمت سے سرفراز کرانے کے جوش جنوں میں اپنی تمام مادی ضروریات' معاشی وسائل اور اہل خانہ کی غم و خوشیوں' دکھ و بیماریوں غرض ہر چیز سے بے نیازی اختیار کر کے اپنی عمر عزیز کو دین اسلام کے پرچم کی سربلندی' وطن کی آزادی اور عوام کی خوشحالی' ملک و ملت کے روشن مستقبل کے لئے وقف کر دی تھی۔ شورشؒ کے بڑے بھائی پورش کاشمیریؒ فرنگی جیل میں دوران اسیری متعدد موذی امراض میں مبتلا ہو کر موت کا شکار ہوئے تو یہ مرد مجاہد بھی

آزادی وطن کی خاطر پس دیوار زنداں کال کوٹھڑی میں اپنی حق گوئی و بے باکی کی سزا بھگت رہے تھے۔ فرنگی حکومت نے صدموں سے نڈھال شورش کو اپنے جواں مرگ بھائی کے جنازے کے ساتھ مشروط طور پر متعین مقام تک جانے کی اجازت تو دے دی لیکن تدفین کی تقریب میں شرکت کے لئے قبرستان جا کر قبر پر فاتحہ پڑھنے سے روک دیا۔ اسی طرح شورشؒ کی ہمشیرہ کی شادی کے موقع پر جب شورشؒ اپنے دیگر اہل خانہ کے ہمراہ اپنی پیاری لاڈلی بہن کی جھولی کو خوشیوں و مسرتوں سے لبریز کر دینے کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف تھا تو فرنگی سرکار نے اس پر مسرت موقع کو سیاسی جوڑ توڑ کے لئے سنہری چانس سمجھا۔ صوبہ پنجاب کا گورنر سر سکندر حیات سودے بازی کی غرض سے شورشؒ کے گھر چل کر آیا اور اس نے اس مرد حریت کو اس بات پر مجبور کرنا چاہا کہ۔

"اگر تم اپنی بہن کا گھر بسانے کی خوشیوں میں شریک رہنا چاہتے ہو تو فرنگی حکومت کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں سے تائب ہونے کی تحریری ضمانت لکھ کر دے دو بصورت دیگر وارنٹ گرفتاری جاری کر کے اسی وقت حوالہ زنداں کر دیا جائے گا۔"

شورشؒ کی طرف سے اس پیشکش کو انتہائی نفرت و حقارت سے ٹھکرائے جانے پر اس مرد حریت کو ہتھکڑی لگوا کر جیل بھیج دیا فرنگی سامراج کے انسانیت سوز مظالم اور اوچھے ہتھکنڈے کے شرمناک طور و طریقے بھی کوہ قامت حوصلے کے مالک اس انسان کو جہاد آزادی سے باز نہ رکھ سکے۔ شورش جیسے مجاہدوں اور سرفروشوں کی بے مثال و لازوال قربانیاں و ایثار بالآخر رنگ لا کر رہیں اور ۱۹۴۷ء میں فرعون صفت فرنگی حکمرانوں کو اپنا بوریا بستر گول کر کے برصغیر سے بھاگنا ہی پڑا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء سے لے کر ۱۹۷۵ء تک وطن عزیز میں چلنے والی تمام عوامی تحریکوں میں شورش کاشمیریؒ نے نہ صرف ہمیشہ بھرپور سرگرمی سے حصہ لیا بلکہ ان میں مرکزی کردار ادا کیا۔ جنوری ۱۹۴۹ء میں شورشؒ نے لاہور سے اپنی زیر ادارت ہفت روزہ چٹان کا اجراء کر کے اردو علم و ادب اور صحافتی دنیا میں ایک منفرد و تابناک دور کا آغاز کر کے اسلام دشمن استحصالی قوتوں اور وطن دشمن عناصر کو للکارا تو سردار عبدالرب نشتر بے اختیار پکار اٹھے کہ۔

"عمر بھر چٹانوں سے ٹکرانے والا بالآخر چٹان کی پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔"

اس کے بعد پھر شورشؒ اسلامی نظام کے حقیقی نفاذ' جمہوریت کی بحالی' تحفظ ناموس ختم نبوتﷺ' انسانی حقوق کا احیاء' احترام آدمیت' آزادی تحریر و تقریر اور سرمایہ دارانہ و استحصالی ظالمانہ نظام کے خاتمے اور عدل و انصاف پر مبنی قانون کی بالادستی کے لئے ہر دور حکومت میں پوری استقامت کے ساتھ برسرپیکار رہے قید و بند کی صعوبتیں' مقدمات کی بھرمار' چٹان کی بندش' پریس کی ضبطی اور حکومتوں کے ناروا سلوک کے خلاف احتجاجی بھوک ہڑتالیں تو گویا شورش کی زندگی کے ساتھ لازم و ملزوم بن چکی تھیں۔ اس بارے میں شورشؒ نے اشعار کی زبان میں کیا خوبصورت انداز میں کہا ہے۔

عہد انگریز سے اس دور ہمایونی تک
قید خانوں نے پکارا ہے کئی بار مجھے
خود میرے خون سے نکھری ہوئی تلواروں نے
مسکراتے ہوئے دیکھا ہے سر دار مجھے

اس ضمن میں شورشؒ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ۔

"امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے فرمایا تھا کہ زندگی نام ہے سلگتے رہنے کا' نہ بھڑک اٹھنے کا نہ بجھ جانے کا۔ اگر ہم لوگ سلگنا ہی چھوڑ دیں تو پھر ہمارے دامن میں کچھ باقی نہیں رہتا۔ اس احساس ہی نے ہم میں ہر دور کے اقتدار سے آنکھیں چار کرنے کا حوصلہ پیدا کیا ہے۔ میری سیاسی تربیت اپنے دور کے بہت ہی بڑے بلند مقام لوگوں میں ہوئی ہے۔ میرا کل سرمایہ ہے کہ حاکمانہ رعونت سے دو دو ہاتھ کرتے ہوئے مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ جب ایک دن سب کو مرنا ہی ہے تو کسی فانی انسان سے خوف کھانا کس مسلک کی رو سے جائز ہے؟ ڈر ہے تو بس ایک اللہ کا' اس کے علاوہ اور کسی کا نہیں۔ ان حاکموں سے ہم دنیا میں ضرور کم تر سہی لیکن موت میں برابر اور عقبیٰ میں ان سے بہتر ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ شورشؒ کا ذہنی و فکری تعلق خاطر چونکہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ مولانا ابوالکلام آزادؒ اور دیگر علمائے حق سے تھا۔ اسی لئے عقیدہ تحفظ ختم نبوتﷺ سے متعلق شورشؒ جنون کی حد تک جذباتی تھے۔ فرنگی سامراج کے خصی ایجنٹ منکرین ختم نبوت' قادیانی گروہ سے نفرت و حقارت شورشؒ کے رگ و ریشے میں بسی ہوئی تھی۔ اس بین الاقوامی سازشی فتنے کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی غرض سے شورشؒ نے ہر قسم کے مصائب و ابتلاء کے باوجود شب و روز انتھک جدوجہد کی۔ ۱۹۷۴ء کی تاریخ ساز تحریک ختم نبوتﷺ کے روح رواں شورشؒ ہی تھے۔ جن کی آتش بیانی و شعلہ گفتاری میں دین اسلام کی بدترین دشمن قادیانیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جل کر بھسم ہو گئی۔ شورشؒ کا توحید و رسالت پر کامل ایمان تھا۔ وہ سچے عاشق رسولﷺ اور پکے راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ شورشؒ تمام عمر اللہ کی زمین پر رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا نظام صادق یعنی شریعت محمدیﷺ کا نفاذ اور پرچم اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہے۔ شورشؒ کو اس بات کا بڑا دکھ تھا کہ مسلم لیگی قیادت نے تحریک پاکستان کے دوران دین اسلام کے بارے میں بڑے بلند و بانگ دعوے اور مسلمانان ہند سے اس کے مکمل نفاذ کے وعدے کئے تھے لیکن جب مسلمانان برصغیر نے بے مثال قربانیاں دے کر نئی مملکت حاصل کر لی تو پھر قیام پاکستان کے بعد اقتدار کے لالچی مسلم لیگی لیڈروں نے سازشی سیاست کا آغاز کر کے اسلامی نظام کے نفاذ سے متعلق اپنے تمام وعدوں سے انحراف کر کے شہدائے پاکستان سے غداری کا ارتکاب کیا ہے۔ شورشؒ فرقہ واریت کے مخالف اور اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی تھے۔ شورشؒ اسلامی پروگرام اور منشور رکھنے والی جماعتوں کے باہمی انتشار و خلفشار سے بھی بڑے شاکی رہتے تھے۔ شورشؒ کی بڑی تمنا اور آرزو تھی کہ اسلام کی نام لیوا قوتیں اپنے تمام تر چھوٹے موٹے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر سوشلسٹوں' کمیونسٹوں اور دیگر دشمنان دین اسلام کا قلع قمع کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کی جانب سے اسلام کے بدترین دشمن قادیانی گروہ کو کافر قرار دیئے جانے کے تاریخ ساز فیصلے کو شورشؒ اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی سمجھتے تھے۔ انہیں اس بات پر بڑا فخر تھا کہ منکرین ختم نبوتﷺ فرنگی سامراج کے ایجنٹ قادیانیوں کے خلاف ان کے پیرو مرشد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا شروع کیا ہوا عظیم مشن اللہ تعالیٰ نے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ پوری زندگی قومی تحریکوں میں اپنا خون جگر شامل کر کے انہیں جلا بخشنے اور ہمیشہ قربانی و ایثار' مصائب و ابتلاء کے نت نئے باب کا اضافہ کر کے اعلائے کلمۃ الحق کا پرچم سربلند رکھنے والا مرد مجاہد' بطل حریت' حق گوئی و بے باکی کا پیکر مجسم' عاشق رسولﷺ' شعلہ بیاں مقرر اور نڈر صحافی شورش کاشمیریؒ بوقت رحلت کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی ختم المرسلینی کی گواہی دیتے ہوئے بالآخر ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو لاہور کے میو اسپتال میں وفات پا کر تاریخی قبرستان میانی صاحب میں خلد آشیاں ہو گئے۔ شورش تو آج دنیا میں موجود نہیں لیکن ان کے یہ

باقی ص ۴۵ پر

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
ستارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۲۴۵۰۸۰

بزم ختم نبوت

ظہور آفتاب رسالت

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی

جناب رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے گئے وہ کسی خاص قوم اور کسی خاص ملک کی طرف بھیجے گئے اس لئے ان کی شریعت اور ان کے قوانین تمام اقوام انسانیہ اور تمام ممالک ارضیہ کو حاوی نہ تھے ان سے مقصد اسی قوم کی اصلاح ہوتی تھی اور اسی کے مناسب احکام آتے تھے۔

جناب رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں بلکہ تمام عالم کی طرف بھیجے گئے اور سب کی اصلاح و ہدایت آپ کے متعلق کی گئی۔ قرآن کہتا ہے۔

"کہہ دے کہ لوگو میں رسول ہوں اللہ کا سب کی جانب۔" (سورۃ اعراف)

"اور ہم نے بھیجا ہے تجھ کو تمام ہی لوگوں کے لئے۔" (سورۃ سبا)

"بڑا برکت والا ہے وہ خدا جس نے نازل فرمایا قرآن اپنے بندے پر تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو جائے۔" (سورۃ فرقان)

"ہم نے تجھ کو تمام دنیا جہان کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔" (سورۃ انبیاء)

بناءبریں ضروری ہے کہ آپ کے قوانین اور احکام کسی قوم اور کسی خاندان یا ملک کے ساتھ مخصوص نہ ہوں اور آپ کی دعوت عام ہو۔ آپ تمام عالم کو اور تمام اقوام کو اپنے مذہب کی طرف بلائیں اور سب پر آپ کی فرمانبرداری فرض ہو اور عالم انسانی میں سے اگر کوئی شخص بھی اس سے روگردانی کرے تو خدا کا باغی قرار پائے اور کافروں کے لقب سے ملقب ہو اور آخرت میں ہلاکت کا انتہائی عذاب اس پر نافذ کیا جائے۔ اسلام کے عالمگیر ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اس کی دعوت تمام عالم کو شامل ہے اور اس کے احکام تمام عالم کی اصلاح کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان میں وہ اصول اور حکمتیں مضمر ہیں جن سے تمام افراد انسانی کی خواہ پرانی دنیا کے ہوں یا نئی دنیا کے' خواہ زرد نسل کے ہوں یا سیاہ نسل کے' خواہ سفید نسل کے ہوں یا سرخ نسل کے' اصلاح ہدایت ہو سکتی ہے اور وہ ہر انسان کو اپنے میں لے سکتا ہے' اس کی عالمگیریت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کو تمام عالم قبول کرلے گا۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے تمام دنیا کو ایک ہی شریعت' ایک ہی راستے کی طرف بلایا ہے اور اس کے قبول کرنے والوں کے درمیان میں ایک ایسا عظیم الشان رابطہ قائم کر دیا ہے جو کہ دنیا کے تمام روابط اور علائق سے بالاتر تھا' نسبی رابطہ' صنعتی رابطہ' وطنی رابطہ' زبانی رابطہ' رنگی رابطہ وغیرہ وغیرہ۔ سب کے سب اس کے سامنے ہیچ تھے اور ہیں۔ یہ رابطہ مادیت سے بالاتر روحانیت کا مجسمہ بن کر تمام اسلامی برادری کو محیط ہو گیا۔ اسلامی احکام نے اس رابطہ کی حفاظت اور تقویت کے لئے ایسی آبپاشی کی کہ جس سے تمام دنیا کے مسلمان ایک ہی دھاگہ میں پروئے ہوئے ایک ہی مزرعہ میں سرسبز اور لہلہانے لگے۔ فرمایا گیا۔

"مسلمان ایک جسم کے مختلف جوڑوں کی طرح ہیں جبکہ ایک جوڑ مریض ہوتا ہے تو دوسرا بھی بخار اور بے خوابی سے بے چین ہو جاتا ہے" "مسلمان باہم بھائی ہیں۔" (سورۃ حجرات)

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یارو مددگار چھوڑے' نہ اس کی تحقیر کرے (حضور ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ کسی آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کی تحقیر کرے۔ مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اس کا مال' اس کی آبرو سب حرام ہے۔" (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

مسلمانوں میں آپس میں ایسے ایسے حقوق اور فرائض قائم کر دیئے کہ ان کی بناء پر نسلی' وطنی' مرحلی' لونی وغیرہ وغیرہ امتیازات اٹھ گئے اور مسلمانان عالم بمنزلہ ایک شخص واحد قرار دیئے گئے جس کی بناء پر لازم آیا کہ اگر اقصیٰ شرق میں ایک مسلمان مرد یا عورت پر ظلم ہو جائے تو تمام مسلمانوں پر تدریجاً اس کا ازالہ واجب ہو جائے۔ بادشاہ اور خلیفہ بھی ان کا ایک ہو اور عزت و قوت بھی سب کی ایک ہو۔ اگر سابق بادشاہ تسلیم شدہ کے خلاف کوئی دوسرا آدمی دعویدار خلافت کھڑا ہو جائے تو اس کو قتل کر دینا لازم ہو جائے۔ جب دو خلیفہ تخت نشین ہو جائیں تو اس میں آخر کو قتل کر دو۔

ان امور نے مسلمانوں میں ایسا رابطہ قائم کر دیا کہ تمام دنیا کی قومیں اسلامی قوت کے سامنے تہ و بالا ہو گئیں' نہ قیصر روم کی طاقت باقی رہ گئی' نہ شاہان فارس کی' نہ راجگان ہند کی دولت زندہ رہ سکی' نہ خاندان ترک کی' جس طرف بھی کوئی قوت مسلمانوں سے برسرپیکار ہوئی تھی' اطراف و جوانب زمین سے اسلامی فوجیں اس کے مقابلے میں آجاتی تھیں اور وہ مخالف قوت پاش پاش ہو جاتی تھی۔ یہ پان اسلام ازم اسلام کو تمام مذاہب' تمام قوموں اور تمام ممالک پر بالا کر کے رہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بحیثیت دعوت و جذب بے شک اسلام اور اس کی قومیت شرف انسانی اور اخوت بشری پر مبنی ہے اور یہی امر اس کی عالمگیری کی شان رکھتا ہے مگر بحیثیت تناصر و تعاون حقوق یگانگت و ہمدردی' قلبی دوستی و اتحاد' موالاۃ دائمہ و مودۃ خالصہ صرف کلمہ گویوں اور حلقہ بگوشان اسلام کے ساتھ مخصوص ہے خواہ وہ ہم نسل ہوں یا نہ ہوں۔

بچے اور مسجد کا ادب واحترام

مفتی عبدالرؤف صاحب' دارالعلوم کراچی

پیارے بچوں سے پیاری باتیں

لو دیکھو بچو' لو پڑھو بچو اور پڑھ کر عمل کرو بچو!! جو بچے نیک ہوتے ہیں' وہ بہت اچھے ہوتے ہیں' وہ اچھی باتیں سن کر عمل کرتے ہیں' اور نیک کہلاتے ہیں۔ اور جو بچے برے ہوتے ہیں' وہ نہ اچھی باتیں سنتے ہیں اور نہ عمل کرتے ہیں' اس طرح وہ برے ہی رہتے ہیں۔

لہٰذا بچو! نیک ہو' نیک کام کرو' اچھے ہو اور اچھے کام کرو!! جو بچے نیک کام کرتے ہیں اور اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ بھی ان سے بہت خوش ہوتا ہے۔

آؤ بچو! تم کو ایک اچھی بات بتاؤں۔ دیکھو بچو! مسجد نماز پڑھنے کی جگہ ہے' عبادت کرنے کی جگہ ہے۔ اللہ اللہ' سبحان اللہ' الحمدللہ' اللہ اکبر پڑھنے اور کلام پاک پڑھنے کی جگہ ہے۔

پیارے بچو! جب مسجد میں آؤ' خاموشی سے نماز پڑھو اور خوب اچھی طرح نماز پڑھو' نماز میں ادھر ادھر مت دیکھو۔

بچو! جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو خالی مت بیٹھو' باتیں نہ کرو بلکہ درود شریف یا استغفار یا کلمہ طیبہ یا مذکورہ کلمات پڑھتے رہو۔

پیارے بچو! مسجد جنت کا باغ ہے' اور سبحان اللہ'

برطانیہ کی خبریں

برطانیہ کی تمام مساجد میں تحفظ ختم نبوت کے یونٹ قائم کئے جائیں گے

لندن۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی کابینہ اور برطانیہ کے ارکان کا دو روزہ اجلاس دفتر ختم نبوت میں زیر صدارت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب منعقد ہوا۔ عبدالرحمن باوا نے برطانیہ کے کام کی گزشتہ سالوں کی انتظامی اور مالی رپورٹ پیش کی۔ مولانا منظور احمد الحسینی نے تبلیغی کام کا جائزہ پیش کیا۔ اجلاس میں گزشتہ سالوں کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس کی توثیق کی گئی اور آئندہ برطانیہ اور یورپ میں کام کو تیز کرنے اور قادیانیت کا بہترین انداز میں تعاقب کرنے کے لئے درج ذیل فیصلے اور لائحہ عمل طے کیا گیا۔ برطانیہ میں کام کو مربوط بنانے اور تمام مذہبی اور دینی جماعتوں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی نگرانی میں برطانیہ کے لئے ایک باڈی تشکیل دی گئی۔ یہ تنظیمی ڈھانچہ مرکزی کمیٹی کی نگرانی میں امداد انجام دے گی۔ نامزد تنظیمی ڈھانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے نام سے کام کرے گا۔ مولانا محمد یوسف متالا (بری) اور مولانا آدم (لیسٹر) سرپرست، مفتی مقبول احمد گلاسگو صدر، مولانا عبید الرحمن شفیلڈ نائب صدر، عبدالرحمن باوا ناظم اعلیٰ، مولانا محمد سلیم دھورات لیسٹر ناظم، مولانا بلال پٹیل خازن، مولانا منظور احمد الحسینی ناظم تبلیغ نامزد کئے گئے جبکہ ڈاکٹر خالد لندن، مولانا منظور الحق برمنگھم، مولانا محمد حسن والسال، مولانا محمد ایوب سورتی باٹلے، مولانا لطف الرحمن بریڈ فورڈ ارکان شوریٰ نامزد کئے گئے۔ فیصلہ کیا گیا کہ یہ کمیٹی برطانیہ کی تمام مساجد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے یونٹ قائم کرے گی۔ تمام شہروں میں تبلیغی ڈھانچہ تشکیل دے گی۔ آئندہ سال دسویں ختم نبوت کانفرنس لندن، گلاسگو، برمنگھم اور بریڈ فورڈ میں منعقد ہوگی۔ جرمنی ناروے، سویڈن، ماسکو، بیلجیم اور دیگر یورپی ممالک میں بھی ختم نبوت سینٹر قائم کئے جائیں گے۔ دسمبر میں نوجوانوں کے لئے تربیتی کونشن منعقد کئے جائیں گے۔

وفد ختم نبوت کی حضرت مفتی رشید احمد کی خدمت میں حاضری

لندن۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک نمائندہ دو رکنی وفد مولانا منظور احمد الحسینی کی قیادت میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کی خدمت میں ختم نبوت کا رسالہ پیش کیا گیا۔ مولانا منظور احمد الحسینی نے برطانیہ جماعت کی کارکردگی پر روشنی ڈالی اور مولانا مفتی رشید احمد مدظلہ کو دفتر ختم نبوت تشریف آوری کی دعوت دی۔ حضرت مولانا مفتی رشید احمد کا قیام مولانا مفتی اسماعیل پٹیل مدظلہ کلیپٹن لندن رہا۔

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ کی دفتر ختم نبوت تشریف آوری

لندن۔ بروز منگل ۶ر ستمبر بوقت بارہ بجے دوپہر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دفتر ختم نبوت تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم کراچی، حضرت مولانا مفتی اسماعیل پٹیل، حضرت مولانا اسماعیل السوات تھے۔ اس وفد کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے راہنما مولانا منظور احمد الحسینی اور اراکین مجلس نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ قادیانی صرف مرتد ہی نہیں ہیں بلکہ زندیق ہیں۔ ان کے خلاف کام کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ ایک گھنٹہ تک دفتر میں رہے۔ چائے نوش فرمائی اور قادیانی فتنے کے بارے میں ارشادات فرماتے رہے۔

کرالے میں جلسہ سیرت النبیؐ سے مولانا منظور احمد الحسینی کا خطاب

مورخہ ۲۹ر اگست بعد نماز ظہر جامع مسجد کرالے لندن روڈ پر جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا۔ جس میں کثرت سے مسلمانان کرالے نے شرکت کی جس میں مولانا منظور احمد الحسینی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے اور بالآخر انسانی معاشرہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر امن و فلاح کی منزل حاصل کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ محبت رسول ﷺ ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے جس کے بغیر کوئی شخص مومن کہلانے کا حق دار نہیں ہو سکتا لیکن محبت رسول کی بنیاد آپؐ کی اطاعت اور اتباع ہے کیونکہ محبوب کے احکام کی تعمیل کے بغیر دنیا میں محبت کا کوئی دعویٰ قابل قبول نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور یہ عقیدہ ایسا مسلم ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ نے نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ کر کے اس کا خاتمہ کردیا۔

ہنسلو لندن میں پروگرام

● ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر پاکستان ویلفیئر ایسوسی ایشن ہنسلو کی طرف سے عظیم الشان جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے ناظم تبلیغ مولانا منظور احمد الحسینی کو خصوصیت سے دعوت دی گئی۔

باقی ص ۲۵ پر

الحمدللہ اس کے پھل ہیں، ہمارے رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔

"جب تم جنت کے باغات پر گزرو تو اس کے پھل کھاؤ۔ آپؐ سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا مساجد (جنت کے باغات) ہیں۔ پھر عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے پھل کھانے سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا کلمہ پڑھنا سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا (ترمذی)۔

لہٰذا بچو! جب مسجد میں آؤ، اس ارشاد کو یاد رکھو۔ اس پر عمل کرو اور خوب ثواب حاصل کرو اور اپنے پیارے پروردگار کو راضی کرو۔ بچو اپنے خالق اور مالک کو خوش کرنا ہماری زندگی کا اصلی مقصد ہے۔ پیارے بچو! یہ اصلی مقصد کبھی نہ بھولنا۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھنا، اس کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

پیارے بچو! ایک بات اور سنو! جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ مسجد عبادت کی جگہ ہے۔ نماز، ذکر، اور قرآن کریم پڑھنے کی جگہ ہے تو بس مسجد میں یہی کام کرنے چاہئیں۔

بچو! مسجد کھیلنے، شور و غل مچانے، دوڑنے بھاگنے، لڑنے جھگڑنے، ہنسنے ہنسانے اور دنیا کی باتیں کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ مسجد میں ان ساری باتوں سے بہت ہی بچنا چاہئے۔

مسجد بہت پاکیزہ اور مقدس جگہ ہے۔ مسجد کا بہت ادب کرنا چاہئے اور احترام کرنا چاہئے اور مسجد کا ادب و احترام یہی ہے کہ اس میں خاموشی سے نماز پڑھیں، تسبیح پڑھیں، تلاوت کریں، شور و غل نہ مچائیں، ایک دوسرے کو دھکے نہ دیں، دنیا کی باتیں نہ کریں۔

عزیز بچو! مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا، شور و غل مچانا بہت ہی بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک فرشتے بھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لو سنو!!

جب کوئی شخص مسجد میں دنیا کی باتیں شروع کرتا ہے تو فرشتے پہلے کہتے ہیں اسکت یاولی اللہ یعنی اے اللہ کے ولی چپ رہ!

پھر بھی خاموش نہیں ہوتا، باتیں ہی کرتا رہتا ہے تو وہ کہتے ہیں اسکت لعنۃ اللہ علیک یعنی تجھ پر خدا کی لعنت ہو چپ رہ۔

لو بچو! اور پڑھو!

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھالیتی ہیں، جس طرح آگ لکڑیوں کو کھالیتی ہے اور جلا کر بالکل ختم کردیتی ہے۔

جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس دن کے نیک اعمال ختم کردیتے ہیں۔

بچو! اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کتنی بری بات ہے اور بری باتیں وہی بچے کرتے ہیں جو برے ہوتے ہیں۔

پیارے بچو! تم ہمیشہ اچھے کام کرو اور اچھے بنو، برے کام مت کرو اور برے مت بنو، مسجد کا احترام کرو، مسجد میں خاموش رہو اور خاموشی سے عبادت کرو۔ اللہ پاک ہم سے اور تم سے راضی ہو آمین۔

●●

تعزیرات اسلامی کی حکمت

حضرت مولانا سید شمس الحق افغانی کا ایک مکتوب

انسانی قوانین تعزیری قوانین کے ذریعہ انسداد جرائم میں ناکامیاب ہیں

محبی فی اللہ جناب مولانا محمد اسحاق زیدت معالیکم : بعد از سلام مسنون و دعاء ترقیات آنکہ۔ گرامی نامہ پہنچا اگرچہ اس وقت صاحب فراش ہوں اور لیٹے لیٹے یہ مختصر جواب لکھتا ہوں لیکن اس کے باوجود انشاء اللہ تعالیٰ جواب کافی ہوگا۔ آپ نے حدود شرعیہ اور بالخصوص رجم کی حکمت کے متعلق استفسار کیا ہے۔ برادرم اس سلسلے میں دو امر قابل غور ہیں۔ ۱۔ اول ثبوت حکم۔ ۲۔ دوم حکمت حکم۔ رجم اور شراب کے علاوہ سرقہ صغریٰ یعنی چوری اور سرقہ کبریٰ یعنی ڈاکہ کا حکم آیت السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما الخ اور آیت انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ الخ میں ان تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف اور زنا غیر محصن کا حکم الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منھما الخ میں مذکور ہے۔ شراب کے لئے ۸۰ درے لگانے کا حکم اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے اور رجم کا حکم صحیحین اور غیر صحیحین میں مذکور ہے۔ جن کی صحت پر ماہرین حدیث متفق ہیں اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ نے اس پر مسلسل عمل کیا۔ گویا یعنی حدیث یا قرآن منسوخ التلاوۃ باقی الحکم کے علاوہ اجماع صحابہ اور تعامل رسالت مآب ﷺ اور تعامل صحابہؓ سے بھی ثابت ہے۔ حد قذف کے ۸۰ درے فاجلدوھم ثمانین جلدة کی آیت میں مذکور ہے (سورۃ نور پارہ ۱۸)۔

رجم محصن کا حکم تورات میں موجود ہے۔ اسی حکم کو شرع اسلامی نے باقی رکھا ہے کہ سورۃ مائدہ میں و کیف یحکمونک و عندھم التوراة فیھا حکم اللہ میں یہی حکم رجم مراد ہے۔ جیسے قصاص کا حکم تورات میں بھی ہے' بہرحال اسلامی قوانین کا ایک وجود تحریری و کتابی ہے جو کتاب و سنت میں مذکور ہے اور ایک وجود خارجی ہے جس پر تعامل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتفاق چلا آیا ہے ان دونوں طریقوں سے رجم محصن ثابت ہے اور باوجود بیسیوں اختلافات کے اس پر اتفاق چلا آیا ہے۔

عام جواب

۱۔ باقی رہا حکمت کا سوال تو یہ اگرچہ اولاً عظمت خداوندی اور عظمت دین کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر ایک آفیسر ماتحت کو کوئی حکم دے اور وہ عمل میں اس لئے تامل کرے کہ اس کو اس کی حکمت معلوم نہیں پہلے آفیسر اس حکم کی حکمت بتلا دے جب جاکر ماتحت اس پر عمل کرے گا تو اس کو آفیسر توہین حکم سمجھ کر اس کو لائق سزا قرار دے گا۔

۲۔ دوم یہ کہ تمام دنیا کی سلطنتوں میں عوام اور رعیت کے لئے قوانین سلطنت کی حکمتوں کا جاننا ضروری نہیں البتہ مقنن اور قانون ساز کے لئے قانون کی حکمت کا جاننا ضروری ہے۔ مملکت روس یا امریکہ یا پاکستان میں جو قوانین مملکت نافذ ہیں کیا رعیت اور عوام کا ہر فرد ان کی حکمتوں کو جانتا ہے یا بلا جانے کے عمل کرتے ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو پھر قوانین الہیہ پر عمل کرنے کے لئے یہ قاعدہ کیوں نہیں برتا جاتا وہاں عوام اور رعیت کے افراد یہ سمجھتے ہیں کہ قانون ساز فرد ہو یا جماعت وہ صاحب فہم و حکمت ہے۔ انہوں نے حکمت و مصلحت کے ماتحت ان قوانین کو بنایا ہمیں عمل کرنا چاہئے حکمت کو جانے یا نہ جانے اسی طرح تمام مریض ڈاکٹر اور طبیب کے تجویز کردہ نسخہ کے ایک ایک جز کی حکمت نہ جاننے کے باوجود صرف حکیم و ڈاکٹر کی مصلحت دانی پر اعتماد کرکے نسخہ علاج استعمال کرتے ہیں۔ راز اس میں یہ ہے کہ دین کے اصول قطعی ہوتے ہیں اور فروع نقلی تاکہ امت الجھنوں میں مبتلا نہ ہو جب باری تعالیٰ کی توحید اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور قرآن کا منجانب اللہ ہونا جو اصول ہیں عقل سے ثابت ہوجائے تو پھر ان کا ایک ایک حکم خود ثابت شدہ ہے۔ عقلی کاوشوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ انسانی قانون ساز اور ڈاکٹر و حکیم کی طرح ان کی حکمت اور مصلحت دانی پر اعتماد عمل کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ جو اسلامی قوانین کا مقنن ہے اس کی لامحدود حکمت اور مصلحت دانی ہمارے عمل کے لئے کافی ہے۔

۳۔ سوم یہ کہ تعزیری قوانین کا مقصد انسداد جرائم ہے۔ موجودہ دنیا کے تمام انسانی قوانین اپنے تعزیری قوانین کے ذریعہ انسداد جرائم میں ناکامیاب ہیں جس کی وجہ سے روز بروز جیل خانے مجرموں کی بھیڑ سے پر ہوتے جاتے ہیں۔ کیا یہ اس امر کی دلیل نہیں کہ انسانوں کے تعزیری قوانین کا نسخہ علاج کے لئے کافی نہیں اور غلط ہے برخلاف اسلامی تعزیرات کے کہ جن ممالک میں جس زمانے میں بھی اس پر عمل کیا گیا تو جرائم کی تعداد میں انتہائی کمی واقع ہوئی۔ اب فیل شدہ نسخے پر اڑ جانا اور الٰہی مجرب اور تیر بہدف نسخہ سے گریز کرنا نادانی نہیں؟ یہی وجہ ہے کہ موجودہ پاکستان کے سپریم کورٹ کے عیسائی جج کا یہ مضمون اخبارات میں شائع ہوا کہ موجودہ تعزیری قوانین فیل ہوگئے ہیں اور اسلام کے قطع اطراف وغیرہ کی اسلامی تعزیرات کے نفاذ سے جرائم کا انسداد اور معاشرہ کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ خود انگلستان میں جب گزشتہ جنگ کے بعد جرائم بڑھ گئے تو عام ماہرین قانون کے مشورہ سے یہ طے ہوا کہ انسداد جرائم کے لئے سزا تازیانہ جاری کرنی چاہئے جو جاری کی گئی اور جرائم بند ہوگئے ان فی ذالک بصیرة لاولی الابصار ان سب باتوں کے بعد ہم مختصر طور پر حکمت بیان کرتے ہیں۔

حکمت قطع

چور کے حق میں قطع ید در جل جبکہ وہ دونوں معاشرہ کے لئے زہریلے پھوڑے بن جاتے ہیں۔ یہ قطع ایسا ضروری ہے جیسے اسپتالوں میں زہریلے پھوڑے کی سرایت کے خوف سے عضو کاٹنے کا عمل روزمرہ کیا جاتا ہے اور کوئی ان کو نامعقول نہیں سمجھتا۔ پھر قطع مذکور کی نشانی مدت مدید تک باقی رہتی ہے اور تمام ناظرین کے لئے سبق آموز اور موجب عبرت ہوتی ہے جس کو دیکھ کر کوئی چوری اور ڈاکہ ڈالنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ اس کے مقابلے میں چور یا ڈاکو کو مخفی کوٹھڑی میں بند کرنا اور جیل کی سزا دینا سوسائٹی اور عوام پر کچھ اثر نہیں ڈالتا اور نہ کوئی اس کا مشاہدہ کرتا ہے' نہ اس کی سزا و جرم سے کوئی سبق لیتا ہے۔

حکمت غیر محصن و حد شراب

غیر محصن زانی چونکہ اپنی خواہش کے لئے جائز محل کے استعمال سے محروم ہے اس لئے اس کا جرم محصن کی نسبت خفیف ہے لیکن زنا کی لذت فانیہ کے جرم میں سارا بدن شریک رہا۔ اس لئے اس کو سو کوڑوں کی سزا دینا جس کے درد و الم میں بھی پورا بدن شریک ہے پھر اس کی شہرت سے جہاں اس کے لئے سوسائٹی میں بدنامی و رسوائی ہوگی وہاں وہ دوسروں کے لئے موجب انسداد زنا بن سکتی ہے۔ اسی طرح شراب کی لذت فانیہ میں بھی سارا بدن شریک ہے تو اسی (۸۰) دروں کی سزا کا درد و الم بھی سارے بدن کو عام ہے اور درد کے علاوہ اس سزا کی وجہ سے عوام میں جو رسوائی شرابی کی ہوتی ہے وہ خود اس کے لئے اور دیگر ناظرین کے لئے موجب عبرت ہوسکتی ہے۔ قید و حبس کی سزا میں اچھے اور برے سب لوگ شریک ہوتے ہیں اس لئے اس سزا کا نہ عام چرچا ہوتا ہے اور نہ عبرت حاصل ہوسکتی ہے۔ لیکن اسلامی سزاؤں میں برملا جاری کردینے کی وجہ سے انوکھا پن اور نرالی چیز ہونے کی وجہ سے عام شہرت اور چرچا

بھی ہوتا ہے اور عبرت پذیری بھی۔ جس سے جرائم کی تشکیل ہوجاتی ہے۔ معمولی واقعہ کم پھیلتا ہے اور عجیب واقعہ زیادہ شہرت حاصل کرتا ہے۔

وجہ فرق

زنا غیر محصن میں در حقیقت پانچ جرائم ضمن ہیں۔

۱۔ الٰہی قانون تحریم زنا کی توہین۔

۲۔ شہوت کا بے جا استعمال جس سے شہوانی جرائم کا دروازہ کھلتا ہے۔

۳۔ اخلاقی جرم جس میں حیا (جو تمام نیکیوں کی بنیاد ہے اس) کا پردہ چاک کرنا۔

۴۔ معاشرتی جرم کہ سوسائٹی کو زنا کے جرائم سے ملوث کرنا۔

۵۔ جس خاندان کی عورت سے زنا کیا گیا ہے اس کے تمام افراد کے ننگ و ناموس کو تباہ کرتا ہے اس لئے فی جرم بیس درے اور مجموعہ سو دروں کی سزا دی گئی لیکن شراب نوشی میں سابق چار جرائم موجود ہیں اور کسی خاندان کی عفیفہ کی عصمت دری کر کے ان کے ننگ و ناموس کو تباہ نہیں کیا گیا اس لئے صرف چار جرائم موجود ہونے کی وجہ سے اسی (۸۰) دروں کی سزا دی گئی اور زنا سے بیس درے کم رکھے گئے۔

حد قذف

زنا کی تہمت لگانے کی سزا ۸۰ درے لگانا ہے۔ یہ جرم اگرچہ خود فعل زنا نہیں لیکن۔

۱۔ توہین قانون الٰہی۔

۲۔ غضب کا بے جا استعمال۔

۳۔ اخلاق و حیا کی خلاف ورزی۔

۴۔ معاشرہ میں بے حیائی کا چرچہ۔

۵۔ مقذوف کے خاندان کو بدنام کرنا۔

یہ سب لوازمات قذف ہیں اور زنا سے کم درجہ میں موجود ہیں اس لئے اس میں حقیقی زنا اور الزام زنا میں فرق کرنے کے لئے بیس دروں کی سزا کی کمی کی گئی اور سزا قذف اسی (۸۰) درے مقرر کئے گئے۔ تاہم اس کمی کے تدارک کی ایک دوسری شکل کی گئی کہ قاذف کی شہادت کی مردودیت کو جزو سزا قرار دیا اور کہا گیا کہ ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابدا تاکہ مقذوف کی دوامی رسوائی کے عوض قاذف کو بھی دوامی رسوائی کی یہ سزا دی جائے کہ وہ قبول شہادت کے اعزاز سے ہمیشہ محروم رہے۔

حد زنا محصن یعنی رجم و سنگساری

اس سزا کے دو جزو ہیں۔

۱۔ ایک زانی کا قتل یا اس کو موت کی سزا دینا۔

۲۔ دوم قتل کے لئے سنگساری کی شکل متعین کرنا۔

پہلا جزو یعنی سزائے قتل تو اس کے لئے معقول ہے کہ نطفہ انسانی جو مادہ حیات انسانی ہے کہ وہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کو حلال محل کے باوجود حرام محل میں بشکل زنا صرف کرنا ایک حد تک [illegible]

سبب مہیا کرتا ہے کیونکہ عام حالات کے تحت ولد زنا کے استقاط کی کوشش کی جاتی ہے اور اکثر زنا کے واقعات غیر شادی شدہ عورت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اس لئے اس عمل سے عملاً ایک قیمتی انسانی جان تلف ہوجاتی ہے۔ یہی راز ہے کہ حدیث میں اضاعت نطفہ بشکل عزل (مشت زنی) کو واد الخفی (زندہ در گور) کہا گیا ہے۔ یعنی نطفہ ضائع کرنے کو ولد کو زندہ در گور کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے جو اگرچہ واد جلی نہیں بلکہ خفی ہے اور اگر زنا کی نوبت کسی شادی شدہ عورت سے ہو تو ثبوت نسب کے باوجود شوہر کا یہ احساس کہ پیدا شدہ ولد اس کے نطفہ سے نہیں ہے اس کی وجہ سے وہ تمام ہمدردیاں ختم کرتا ہے جو باپ کو اپنے نطفہ کی اولاد سے ہوتی ہے اور یہ طرز عمل بچہ کے حق میں معنوی موت ہے بلکہ بسا اوقات عورت کے قتل کی طرف نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے عورت بھی قتل ہوجاتی ہے اور میاں بیوی کے خاندان میں دائمی عداوت قائم ہو کر مزید خون خرابہ کی نوبت آجاتی ہے ان وجوہات کی بناء زانی محصن کے لئے عقلاً ضروری ہوا کہ اس کے قتل سے آئندہ ایسے جرائم کی نوبت نہ آئے اور معاشرہ پاک رہے۔

رجم یا سنگساری

امر دوم کہ ایسے زانی کے قتل کی شکل بصورت رجم و سنگساری کیوں رکھی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زانی کا جرم ذلیل ہے۔ ایک تو اس نے اپنے عمل سے معناً قتل یا جان تلفی کا ارتکاب کیا ہے جس کی وجہ سے اس کا جان لینا بطور سزا کے ضروری ہے۔ دوم یہ کہ اس نے مزنیہ عورت کے خاندان کے بے شمار افراد کو ہمیشہ کے لئے رسوا اور ذلیل کیا اور ان کو کسی سے منہ لگانے کے قابل نہ چھوڑا جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اس کو بھی رسوا کن اور ذلت آمیز طریقہ سے قتل کیا جائے۔ جس طرح ایک موذی جانور مثلاً باؤلے کتے کو قتل کیا جاتا ہے تاکہ سوسائٹی اس کی رسوائی اور ذلت کو آنکھوں سے مشاہدہ کر کے عبرت پذیر ہو۔

موازنہ قانون الٰہی و انسانی

موجودہ دور میں اکثر ملکوں میں جو انسانی قوانین جاری ہیں وہ غیر فطری اور نامعقول ہیں اور جرم و سزا میں کوئی عقلی اور منطقی ربط نہیں مثلاً قتل کے ۹۵ فیصد واقعات کی سزا قید کی شکل میں رکھی گئی ہے۔ اسی طرح چوری ڈاکہ اور زنا کی سزا بھی قید و بند کی صورت میں رکھی گئی ہے جو کہ جیل خانہ کے مجہول تہ خانے میں مخفی طور پر مجرم بھگت رہا ہے جس کی خبر رشتہ داروں کے سوا اور کسی کو نہیں ہوتی اور جیل کی سزا کی حقیقت یہ ہے کہ مجرم جس نے کسی کا باپ قتل کیا ہے یا چوری ڈاکہ کے ذریعے زندگی بھر کا اندوختہ اور ذخیرۂ مال تباہ کیا یا کسی کا ننگ و ناموس تباہ کیا ہے وہ جوتے چٹخاتے پھریں اس سزا سے ان کے نقصان کی نہ معنوی تلافی ہوئی نہ مادی۔ معنوی تو اس لئے کہ یہ مجرم جلد رہا ہو کر مظلوم افراد کے سامنے دندناتے پھریں گے اور انتقامی جذبہ جو فطری ہے وہ [illegible]

پھر خون خرابے کی نوبت آئے گی اور جرم کا دائرہ اس معنوی اور غیر فطری سزا کے باوجود اور وسیع تر ہوتا جائے گا کون اپنے سامنے باپ کے قاتل یا اس کے مال کو تباہ کرنے والے ڈاکو کو صحیح سالم اچھی حالت میں دیکھ سکتا ہے۔ برخلاف تعزیرات اسلامیہ کے کہ اگر قتل کا ثبوت نہ ہو یا عفو و قصاص کی نوبت آئے تو دیت دینا ضروری ہے۔ جس میں مظلوم کا فائدہ ہے اور مال دیت مقتول کی تلافی سے محرومی کا بدل ہے۔ اسی طرح چوری میں اگر چوری کا مال موجود ہو تو جس کی چوری ہوتی ہے اس کو واپس کردیا جاتا ہے اور حنفی مذہب میں حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق اور اسی طرح امام شافعی کے مذہب کے مطابق اگر مال مسروق موجود نہ ہو یا ہلاک کردیا گیا ہو یا ہلاک ہوا۔ دونوں صورتوں میں چور سے واپس لیا جائے گا بصورت قیمت کے یا بصورت مثل کی ادائیگی ہوگی ہدایہ ج ۲ ص ۵۵۲ تاکہ ہاتھ کاٹنے سے اللہ کا حق اور مال کی ادائیگی سے بندہ کا حق پورا ہو سکے۔

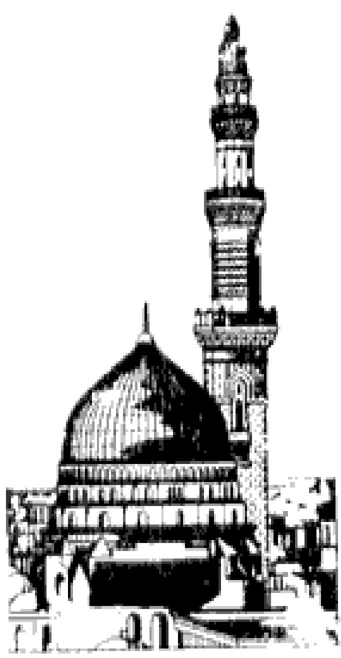

داعی حق

انوار الحسینی ندوی

محمد مصطفیٰ کا عشق بے تفسی سکھاتا ہے
وہ حرص و آز کا بندہ نہیں جو ان کا شیدا ہے
ہر اک گل میں بسی ملتی ہے خوشبوئے گل جنت
مجھے باور نہیں ہوتا کہ یہ گلزار طیبہ ہے
جو نام آتا ہے فخر دوجہاں کا میرے ہونٹوں پر
دل فرقت زدہ سینے کے اندر جھوم اٹھتا ہے
جو دل خالی ہو یکسر الفت محبوب داور سے
وہ دل' دل ہی نہیں ہے وحشت ہے پتھر کا ٹکڑا ہے
اذان داعی حق جوں ہی کانوں میں پڑتے ہیں
قسم اللہ کی اک مقدر جھوم اٹھتا ہے

مرزائیوں کو احمدی کہنا غلط ہے

نام غلام احمد ہے پھر غلامی سے نکل کر احمد کیسے بن گیا' اس الہامی نام احمد کی وجہ سے مرزائی خود کو احمدی کہتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ واذقال عیسیٰ بن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (الصف آیت٦)

ترجمہ۔ "اور جب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل (یہود) میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسولؑ ہو کر آیا ہوں اور اپنے سے پہلی نازل شدہ کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے ایک عظیم الشان رسولؐ کی بشارت سنانے آیا ہوں جن کا اسم گرامی احمد (ﷺ) ہوگا۔"

قارئین ! اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰؑ جس عظیم الشان رسولؐ کی بشارت دے رہے ہیں وہ ازروئے قرآن و حدیث اور بائبل خاتم الانبیاء ﷺ ہیں۔ چنانچہ اس آیت کا آخری حصہ اور اگلی آیات اس پر واضح دلیل ہیں۔

نیز خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا انا بشارۃ عیسیٰ یعنی میں عیسیٰؑ کی بشارت کا مصداق ہوں مشکوٰۃ ص ۵۸۳ و بخاری شریف ص ۵۰۱ ج ا میں ہے کہ انا محمد و انا احمد یعنی میں ہی محمدؐ ہوں اور میں ہی احمدؐ ہوں اور ایسے ہی صحیح مسلمؒ میں ہے۔

اسی لئے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین' تمام محدثین کرام' ائمہ کرام' مجتہدین عظام' مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت کا مصداق صرف اور صرف خاتم الرسل ﷺ ہیں۔ لیکن قادیانیوں اور مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ اس آیت کا مصداق مرزائے قادیانی ہے۔ ادھر خود مرزا صاحب نے چند الہام اور وحیاں بھی گھڑ رکھی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھا ہے۔ نمبرا۔ یا احمد بارک اللہ فیک۔ حقیقۃ الوحی ص ۷۰ ترجمہ۔ اے احمد (مرزا) اللہ نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ نمبر۲۔ یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک حقیقۃ الوحی ص ۷۵' ۷۹۔ نمبر۳۔ بورکت یا احمد ص ۷۵۔ نمبر۴ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ ترجمہ اے احمد تو اور تیرے ساتھی جنت میں رہیں۔

حالانکہ اس کا نام غلام احمد ہے' پھر غلامی سے نکل کر خود احمد کیسے بن گیا؟ اس الہامی نام احمد کی وجہ سے مرزائی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں لہٰذا ان کو احمدی کہنا اس آیت مبارکہ کو مرزائے قادیانی کے حق میں تسلیم کرنا ہے اور خاتم الانبیاء ﷺ اور آپؐ کے فرامین کو جھٹلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔ اس لئے کوئی مسلمان قادیانیوں کو ہرگز احمدی نہ کہے۔

ایسے ہی سورۃ مومنون آیت نمبر ۵۰ میں فرمایا کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ مریمؑ کو اپنی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ بنایا۔ فرمایا اوینھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین ہم نے ان دونوں کو ایک بلند جگہ پر ٹھکانہ دیا جو کہ قابل رہائش اور چشمہ دار تھی۔ روایت ہے کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے زمانہ میں اس وقت کے رومی حکمران ہیرڈیس کو نجومیوں نے بتلایا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت کے لئے خطرہ کا باعث بنے گا۔ اس پر اس نے بنی اسرائیل کے تمام نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دینے کا حکم جاری کر دیا۔ لہٰذا اس سے بچنے کے لئے حضرت مریمؑ آپؑ کو لے کر مصر کو ہجرت کر گئیں اور بادشاہ کے مرنے کے بعد واپس وطن لوٹیں (تفسیر عثمانی)۔ اس موقع پر اس احسان کا ذکر فرمایا۔ مگر مرزائی حضرات کہتے ہیں کہ اس جگہ سے مراد کشمیر ہے جہاں آپ کی قبر ہے اور اسی نام کی بناء پر انہوں نے اپنی بستی کا نام ربوہ رکھا جو کہ سراسر قرآن کی تحریف ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ اس کا نام بدل کر صدیق آباد رکھے تاکہ قرآن حکیم کا تحفظ ہو۔

ضبط و ترتیب۔ منظور احمد الحسینی' لندن

جامعۃ الامام محمد زکریا

بریڈ فورڈ برطانیہ میں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

یہ ہمارے دینی مدارس نام ان کے چاہیں جو کچھ بھی رکھیں حقیقت میں تربیت گاہیں ہیں

بروز منگل ۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۹ اگست ۱۹۹۴ء جامعۃ الامام محمد زکریا مہاجر مدنی بریڈ فورڈ برطانیہ میں ظہر کے بعد ۳ بجے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کا بیان ہوا۔ یاد رہے کہ یہ جامعہ یکم رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ (۱۹۹۲ء) میں قائم ہوئی۔ یہ صرف طالبات کے لئے رہائشی مدرسہ ہے۔ یورپ اور امریکہ میں دینی تعلیم کے اعتبار سے لڑکیوں کا پہلا دارالعلوم ہے۔ یہ جگہ ۱۲ ایکڑ پر مشتمل ہے جو پہلے اسپتال تھی۔ جس کے چاروں طرف دیوار ہے۔ اس میں باقاعدہ ہاسٹل کے لئے دس عمارتیں ہیں۔ اس میں تمام تر نظام مستورات سنبھالتی ہیں۔ کم سے کم گیارہ سال سے لے کر اٹھارہ سال تک کی طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ جس کو اردو آتی ہو اس کے لئے ۵ سال کا کورس ہے ورنہ ۶ سال کا۔ آخری سال دورے کا ہے جس میں صحاح ستہ کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ پہلے سال اس جامعہ سے ۳۵ طالبات دورہ سے فارغ التحصیل ہوئیں' دوسرے سال ۲۰ اور اس سال ۷ طالبات دورۂ حدیث میں ہیں۔ جبکہ درجہ مشکوٰۃ میں طالبات کی تعداد ۱۵ ہے۔ اس وقت طالبات کی کل تعداد ۳۰۰ ہے۔ اس کے مہتمم و بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ حضرت مولانا یوسف متالا ہیں اور حضرت شیخ الحدیث کی نسبت سے اس کا نام "جامعۃ الامام محمد زکریا مہاجر مدنی ہے۔ دراصل یہ جامعہ دارالعلوم ہولکمب بال (بری) کی شاخ ہے۔

(منظور احمد الحسینی)

بیان

مدرسہ کس چیز کا نام ہے؟ مدرسہ کا موضوع کیا ہے؟ اور اس کا مقصد یا اس کی غایت کیا ہونی چاہئے؟ مدرسہ عام طور سے عمارتوں کو کہا جاتا ہے کہ یہ مدرسہ ہے لیکن مدرسہ صرف تعمیرات یا جگہ کا نام نہیں بلکہ مدرسہ کے چار ارکان ہیں۔

پہلا رکن

سب سے پہلے جگہ جہاں تعلیم دی جاتی ہے۔ جگہ نہ ہو تو کہاں بیٹھ کر تعلیم دیں گے۔ یہ جگہ عام ہے کہ اچھی خاصی بلڈنگ ہو یا کوئی درخت کا سایہ ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو مسجد نبوی تعمیر فرمائی تھی تو وہاں ایک صفہ (چبوترہ) بنا دیا تھا اور وہی اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ جگہ ہونی چاہئے جگہ اچھی بھی ہو سکتی ہے اور ظاہر کے اعتبار سے کمزور جگہ بھی ہو سکتی ہے۔

اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ "صفہ" سے شروع ہوا اور دارالعلوم دیوبند جس کی پورے عالم میں "یہ شاخیں پھیلی ہوئی ہیں وہ انار کے درخت کے نیچے شروع ہوا۔ اچھی سے اچھی سہولتوں والی جگہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے الحمدللہ۔ ورنہ مدرسہ تعمیرات پر موقوف نہیں ہے۔

دوسرا رکن

مدرسہ کا دوسرا رکن ہے پڑھنے والے طلبہ اور یہاں طالبات۔ حقیقت میں یہی مدرسہ کی جان ہوتی ہے۔ انہی کے لئے مدرسہ قائم کیا جاتا ہے۔ انہی کے لئے اساتذہ کو زحمت دی جاتی ہے۔ انہی کے لئے انتظام کرنے والوں کو انتظامات کرنے پڑتے ہیں تو اصل روح رواں یہ پڑھنے والے حضرات ہیں اور باقی یوں سمجھئے کہ سب ان کے خدام ہیں۔

تیسرا رکن

تیسرا رکن ہے حضرات اساتذہ کرام! جو طالب علموں کو تعلیم و تدریس دیتے ہیں۔

چوتھا رکن

اور چوتھا رکن مدرسے کا' مدرسہ کی انتظامیہ ہے' جس میں مدرسہ کے معاونین بھی شامل ہو جاتے ہیں اور بچوں اور بچیوں کے وہ والدین جو اس مدرسہ کو آباد کرنے کے لئے یا اس سے نفع اٹھانے کے لئے اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں' وہ بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

یہ مدرسہ کے چار ارکان ہیں اور ان چاروں کے معیاری یا غیر معیاری ہونے کا نام مدرسہ کا معیاری یا غیر معیاری ہونا ہے۔ اساتذہ کیسے ہیں؟ کتنی اعلیٰ قابلیت کے مالک ہیں؟ کتنے متقی اور پرہیزگار ہیں؟ کتنے شفیق اور ہمدرد ہیں؟ کتنے مخلص اور خدا پرست ہیں؟ کسی مدرسے کے اساتذہ کی نوعیت جس قسم کی ہوگی اتنا مدرسہ اونچا سمجھا جائے گا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان وہ اپنے والدؒ کا ارشاد نقل کرتے تھے کہ ہم نے دارالعلوم دیوبند کا وہ دور دیکھا ہے جبکہ شیخ الحدیث سے لے کر مدرسہ کے چپڑاسی تک سب کے سب صاحب نسبت بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ جس مدرسہ کے طلبہ' اس کے اساتذہ حتیٰ کہ چپڑاسی تک صاحب نسبت ولی ہوں' اس مدرسہ کے کیا کہنے ماشاءاللہ۔ اساتذہ کا اخلاق اور تدین' ان کا تقویٰ اور طہارت اور ان کا تعلق مع اللہ مدرسہ کو بہت اونچا لے جاتا ہے۔ اور جتنی اس میں کمی آتی جائے گی' اتنی کمی مدرسہ میں آتی جاتی ہے۔ عمارتیں موجود ہوتی ہیں' طالب علموں کی بھی فراوانی ہوتی ہے' سہولتوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن مدرسہ کے اندر وہ کشش اور وہ مقبولیت من جانب اللہ نہیں ہوتی جب تک اساتذہ کا (روحانی طور پر) اتنا اونچا معیار نہ ہو۔ جہاں تک طالب علموں کا تعلق ہے' ان میں بھی یہی بات ہے۔ ایک مدرسہ کے طالب علم کس قدر محنتی ہیں؟ کتنے ذہین ہیں اور اپنے مقصد سے کتنی لگن رکھنے والے ہیں؟ اس پر مدرسہ کی کارکردگی سمجھ آتی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ جب مدرسہ کے نتائج سامنے آتے ہیں تو ان میں درجات قائم ہوتے ہیں۔ یہ اول درجے کے طالب علم ہیں' یہ دوسرے درجے کے ہیں' یہ تیسرے درجے کے ہیں اور پھر یہ کامیاب ہیں اور یہ ناکام ہیں' یہ پاس ہیں اور یہ فیل ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ان کی محنت اور ذہانت پر موقوف ہوتا ہے۔ تو طالب علم طالب علمی کے دوران جتنی محنت سے کام لے گا' حق تعالیٰ شانہ اس میں اتنی برکت فرمائیں گے۔ میرے شیخ حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ۔ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علمی کے زمانے میں طالب علم نہ کسی کا دوست ہوتا ہے نہ دشمن۔ یعنی اس کو کسی سے تعلق ہی نہیں' اس کو صرف اپنی کتابوں سے اپنے درس

سے اور اپنے مقرر کردہ فرائض سے تعلق ہوتا ہے اور کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ایک اور چیز ہے وہ یہ کہ طالب علم میں جس قدر اساتذہ کا احترام 'علم کا ادب' اہل علم کا ادب' تقویٰ اور طہارت پائی جائے گی' مستقبل میں حق تعالیٰ شانہ اس کو اتنے زیادہ نوازیں گے۔ یعنی فوری کامیابی کہ یہ اول نمبر آیا' یہ دوم نمبر آیا ہے' یہ تو موقوف ہے محنت اور مجاہدے پر یا ذہانت پر لیکن مستقبل میں اس کے علم کا نافع ہونا یا غیر نافع ہونا امت کے لئے مفید ہونا یا غیر مفید ہونا یہ موقوف ہے اس کی ان صلاحیتوں پر جن کو باطنی صلاحیتیں کہا جاتا ہے۔ یعنی تقویٰ' طہارت' تعلق مع اللہ اور ادب۔

ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں طالب علم فارغ ہوتے ہیں۔ خصوصاً ہمارے پاکستان میں سالانہ فارغ ہونے والوں کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ ہوگی مگر جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ الناس کالابل المائۃ لا تجد فیہا راحلۃ الا واحدۃ او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام۔ یعنی انسانوں کی مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹوں کی قطار کہ اس میں سواری کے قابل صرف ایک ملے گا اور اب تو یہ شرح اور بھی نیچے گر گئی ہے' ہزار میں سے تو ایک نہیں ملے گا۔ پھر علم کی خاصیت یہ ہے کہ اگر یہ صالح ہو تو نفع دیتا ہے اور اگر یہ صالح نہ ہو تو یہ نہیں کہ چلو بے فائدہ گیا۔ نہیں۔ بلکہ فساد کا موجب بنتا ہے۔ علم نافع نہ ہو تو مضر ہے اور علم کے نافع ہونے کے لئے یہ شرطیں جو میں نے عرض کیں یعنی تقویٰ اور ادب۔ یہ مختصر تعبیر عرض کر رہا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کے اس جامعہ کو اور اس مدرسہ کو علم نافع کا مرکز بنائے اور یہاں پڑھنے والی تمام بچیوں کو حق تعالیٰ شانہ علم کی دولت اور علم کے زیور سے آراستہ فرمائے کہ ان کے وجود سے امت کو اور آنے والی نسلوں کو نفع عطا فرمائے۔ اب دوسری بات کہ مدرسے کا موضوع کیا ہے۔

موضوع

اور اس کے لئے کسی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مدرسہ کا موضوع ہے "طالب علموں کی تربیت۔" ہماری مادر علمی دارالعلوم دیوبند' دوسرے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں لیکن انگریز جانتا تھا کہ یہ انسانوں کی تربیت گاہ ہے۔ ہمارے پنجاب میں ایک چھوٹا سا مدرسہ تھا مدرسہ رشیدیہ۔ اور اس کے اعداد و شمار بتلاؤں تو لمبی بات ہو جائے گی۔ کبھی کسی کی نظر میں جچتا نہیں ہوگا کہ قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی ہمارے شیخ المشائخ ان کے خلیفہ حافظ محمد صالح ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ۔ حافظ محمد صالح نے یہ مدرسہ قائم کیا تھا۔ ایک چھوٹی سی معمولی سی بستی پندرہ پندرہ میل تک طالب علم روٹیاں مانگ کر کے لاتے تھے۔ میرے استاذ محترم جن سے میں نے قرآن مجید پڑھا وہ وہاں کے پڑھے ہوئے تھے۔ وہ عجیب و غریب قصے وہاں کے بیان کیا کرتے تھے۔ خیر برطانیہ کی ایک جماعت آئی اور انہوں نے اس مدرسہ کا معائنہ کیا اور وہاں جا کر واپسی میں رپورٹ درج کی کہ ہم نے ایک چھوٹے سے ایک گاؤں میں مسلمانوں کا ایک مدرسہ دیکھا ہے جس میں اسلام کے پہلوان تیار کئے جاتے ہیں اور اس قسم کے مدارس اگر پھیل گئے تو مسلمانوں کو اسلام سے کوئی طاقت برگشتہ نہیں کر سکتی۔

یہ ہمارے دینی مدارس نام ان کے چاہیں جو کچھ بھی رکھیں' حقیقت میں یہ تربیت گاہیں ہیں۔ جہاں اسلام کے سپاہی تیار کئے جاتے ہیں۔ ابن ماجہ شریف میں حدیث ہے۔ انا اللہ تعالیٰ یغرس بہذا الدین غرسا یستعملہم فی دینی او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین میں پودے لگاتے رہیں گے۔ باغوں میں ہوتا ہے۔ پرانے درخت اکھڑتے رہتے ہیں۔ نئے نئے پودے لگتے رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیشہ اس دین میں پودے لگاتے رہیں گے۔ جن کو اپنی طاعت میں استعمال فرمائیں گے۔ ان سے کام لیں گے۔ یستعملہم کے معنی ان سے کام لیں گے اپنی طاعت کا اور اپنے دین کا تو یہ دینی مدارس حقیقت میں محمد رسول اللہ ﷺ کے باغ ہیں اور یہ جتنے طلبہ یا طالبات زیر تعلیم ہیں حقیقت میں یہ نیری لگائی جا رہی ہے۔ کل انشاء اللہ یہ بار آور درخت بنیں گے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنی امت ان کے پھلوں سے سیراب ہوگی اور کتنی کتنی امت ان کے سایہ میں پناہ لے گی۔ تو یہ مدرسہ کا موضوع ہے یعنی دین محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے لئے انسان سازی کا کام یعنی انسانوں کو تیار کرنا۔ اسی جذبے اور اسی مشن کے تحت اگر یہ دونوں فریق یعنی اساتذہ بھی اور طلبہ بھی محنت کریں گے تو انشاء اللہ یہ محنت بار آور ہوگی۔

اور اب تیسری بات کہ "مقصد" کیا ہے؟ اس مقصد کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون بے شک ہم نے الذکر یعنی قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ہمارے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے صرف قرآن مجید کی حفاظت ہی نہیں بلکہ دین محمدی کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب قیامت تک محفوظ رہے گی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا کام انسانوں ہی سے لیں گے۔ کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ لیکن اس دارالاسباب میں اللہ تعالیٰ حفاظت و نگہبانی کا کام بھی اپنے بندوں ہی سے لیں گے۔ اور میں نے ابن ماجہ کی حدیث ابھی بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پودے لگاتے رہتے ہیں۔

تو مقصد جو ہے دین قیم کی پاسبانی اور اس کی حفاظت۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے "الذکر" کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہاں اس کے ضمن میں وہ تمام شعبے جو قرآن کریم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور دین سے تعلق رکھتے ہیں ان کی حفاظت کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ گویا علم قراۃ کی حفاظت بھی ہوگی۔ علم حدیث کی بھی حفاظت ہوگی علم فقہ کی بھی حفاظت ہوگی۔ علم کلام کی بھی حفاظت ہوگی اور ساتھ کے ساتھ جتنے ان شعبوں میں کام کرنے والے افراد ہیں ان کی بھی حفاظت ہوگی آپ حضرات کی حفاظت و نگہبانی کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔

تو ان مدارس دینیہ کا مقصد دین قیم کی حفاظت و پاسبانی ہے۔ اب یہ بھی ایک مستقل شرح طلب چیز ہے کہ یہ پاسبانی کیسے ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ علم اور عمل۔ اس کا علم بھی محفوظ رکھا جائے۔ اس کا عمل بھی محفوظ رکھا جائے۔ اس کی دعوت بھی جاری رہے اور لوگوں کو اس دین پر لانا بھی مقصود رہے اور جس طرح جھاڑیاں واڑیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان جھاڑیوں سے حفاظت ہوتی رہے۔

بعض دفعہ درخت کی شاخیں بھی زیادہ لمبی ہو جاتی ہیں۔ ان کی کانٹ چھانٹ بھی ہوتی رہے تو جتنی بدعات دین میں جنم لیتی رہیں ان کی چھانٹی بھی ہوتی رہے۔ ان کی کانٹ چھانٹ بھی ہوتی رہے۔ ان ہمارے دینی مدارس کا ایک موضوع دنیا کے اعتبار سے خالص دین قیم کی پاسبانی اور بس۔ خود دین پر عمل کرنا اور لوگوں کو دین کی دعوت دینا اور چلنے والوں کے لئے دین قیم کو صاف ستھرا پیش کرنا کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا زیادتی نہ ہو۔ الحمد للہ! اس حفاظت کی برکت سے الحمد للہ ہمارا دین آج بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے اندر محفوظ تھا۔ آج یہ شرف حق تعالیٰ شانہ نے اس دین کو عطا فرمایا ہے اور حضرات علماء دین جن کو ورثۃ الانبیاء فرمایا ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام لیا ہے۔

بہت ہی بڑی خوش قسمتی اور سعادت ہے ان لوگوں کی جن کو اللہ تعالیٰ کی اس فوج میں شامل اور بھرتی کر لیا جائے۔

اب آخری مقصد وہ حق تعالیٰ شانہ کی رضا ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ علماء کے قلم کی روشنائی قیامت کے دن شہیدوں کے خون کے برابر تولی جائے گی۔ ان کا مرتبہ کوئی کم نہیں ہے۔ شہید کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ شہیدوں کے بڑے عالی مقامات ہیں لیکن جن لوگوں نے اس دین کے تعلیم و تعلم' اس کے سیکھنے سکھانے' اس پر چلنے اور چلانے میں زندگیاں خرچ کیں انشاء اللہ حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک ان کا مرتبہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ ورثۃ الانبیاء انشاء اللہ یہ انبیاء کرام کے پیچھے پیچھے ہوں گے اور یہ اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں جبکہ خالص اللہ کی رضا مقصود ہو۔ نام و نمود درمیان میں نہ ہو' کوئی مادی منفعت درمیان میں نہ ہو' کوئی شہرت درمیان میں نہ ہو بلکہ محض اور محض اللہ کی رضا کے لئے اس کام کو کیا جائے۔

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے ترجمان السنہ میں ایک روایت نقل کی ہے جو مجھے یاد نہیں غالباً مسند احمد کے حوالے سے

باقی ص ۲۳ پر

(آخری قسط)

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

شہادتِ آسمانی بر کذبِ قادیانی

مرزا قادیانی کی تمام تاریخ ہیر پھیر اور دجل و فریب سے معمور و لبریز ہے

جیسے فرمایا۔ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم اور ہم نے چاند کی مختلف منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ آخر میں پرانی ٹہنی کی طرح (باریک اور خمیدہ) ہو جاتا ہے۔ یہ اطلاق میرے نظریے پر نص قطعی ہے کہ اول سے لے کر آخر تک تمام راتوں کے چاند کو قمر کہا جاتا ہے اور کبھی مختلف مدارج میں مختلف نام ہلال، بدر وغیرہ کا اطلاق بھی ہوا ہے۔ قمر کا معنی ہی اجالے اور روشنی کے ہیں جو کہ پہلی تاریخ سے ہی اس سے صادر ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا یہ ہر حالت میں قمر ہی قمر ہے۔ جیسے اردو میں سب کو چاند کہتے ہیں۔

لغات عربیہ عربی کی مستند اور مشہور لغات قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے۔ الهلال غرة القمر وهی اول لیلة یعنی ہلال قمر کی پہلی رات کو کہتے ہیں۔ دیکھئے کیسے واضح ہو گیا کہ قمر ایسا لفظ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں۔ القمر لیلتین من اول الشهر هلالا۔ یعنی مہینہ کی پہلی دو راتوں کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ ایسے ہی ۲۶-۲۷ تاریخ کے چاند کو ہلال ہی کہا جاتا ہے۔

(قاموس ص ۵۴ ج ۴)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ لفظ قمر کا صحیح مفہوم کیسے واضح ہو گیا کہ مجموعی طور پر تمام مہینے کے چاند کو قمر کہتے ہیں اور اس کی مختلف حالتوں کی بناء پر اس کے دوسرے نام بھی ہیں مگر یہ ہے ایک ہی نام یعنی چاند۔ یہ اضافت هلال الی القمر ہمارے دعوی پر برہان قاطع ہے۔ ہم نے اس نظریے پر برہان اول سورہ یٰس سے پیش کیا۔ دوسری آیت ملاحظہ فرمایئے۔ هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب۔ (سورۃ یونس آیت ۵)۔

ترجمہ۔ "وہ ذات جس نے سورج کو چمکدار بنایا اور چاند کو روشنی اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرمائیں (کبھی ہلال، کبھی قمر اور کبھی بدر وغیرہ) تاکہ تم برسوں کی گنتی جان سکو اور حساب کر سکو۔"

دیکھئے اول رات سے لے کر آخر تک کو قمر کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ فرمایا کہ اس ذات بے مثال نے اس کی مختلف منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم ڈائری اور حساب و کتاب معلوم کر سکو۔ تو اگر قمر کا اطلاق تین دن یا اس کے بعد کے چاند پر بولا جائے تو کیا پہلی تاریخیں حساب میں یا کیلنڈر میں نہیں آئیں گے یا للعجب۔ ملاحظہ فرمایئے قادیانی عقل و فہم اور علم و دیانت۔ معلوم ہوا کہ قادیانی اور اس کی ذریت ضالہ کو قرآن مجید۔ لغات عربی اور محاورات عامہ کا ظاہری اور سطحی مطالعہ بھی میسر نہیں۔ محض میچی ٹیچی اور مٹھن لال کے پیش کردہ ڈھکوسلوں ہی کے زیر گردش رہ کر جگ ہنسائی اور اضحوکہ عالم بنے ہوئے ہیں۔

ایک دلچسپ اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ قادیانی اول رات سے مراد گرہن کی اول رات مراد لیتے ہیں اور نصف سے مراد درمیانی تاریخ مراد لے کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ غور کریں تو تمام مسئلہ حل ہو جائے کیونکہ لکھا ہے کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن اس کے نصف میں وقوع پذیر ہوگا۔ تو اگر حسب مراد قادیانی نصف سے مراد سورج گرہن کی ۲۷-۲۸-۲۹ تواریخ میں درمیانی تاریخ مراد لی جائے تو ایسا ممکن نہیں کیونکہ تین کا نصف نہیں ہوتا بلکہ وسط ہوتا ہے تو چونکہ روایت میں لفظ والنصف منه ہے نہ کہ فی الوسط منه لہٰذا یہ لفظ بھی قادیانیوں کے خلاف اور ہمارے لئے ایک واضح دلیل ہے کیونکہ سورج گرہن کی تین تاریخوں کا نصف ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا لا محالہ روایت کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں گے کہ سورج گرہن ۱۵ رمضان کو واقع ہوگا۔ جو مہینے کا نصف ہے۔

قادیانی مفہوم کے پیش نظریہ خسوف بے نظیر نہیں ہو سکتے کیونکہ ایسے گرہن تو صرف نصف صدی کے عرصہ میں تین مرتبہ وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔ سنئے۔

۱۔ اس قسم کا خسوف ۱۳ و ۲۸ رمضان ۱۲۶۷ھ کو واقع ہوا اور ہوا بھی ہندوستان میں۔

۲۔ دوسرا اس قسم کا اجتماع ۱۳، ۲۸ رمضان ۱۳۱۱ھ کو ملک امریکہ میں ہوا جبکہ اس وقت وہاں مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت موجود تھا

۳۔ ایسا تیسرا اجتماع ہی ۱۳، ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ کو وقوع پذیر ہوا جس کو آنجناب بے نظیر قرار دے کر اپنی صداقت کی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔ تو اگر ایسا اجتماع خسوف و کسوف کسی مدعی کی صداقت کی دلیل ہے تو قادیانی مسٹر ڈوئی کو بھی تسلیم کر لیں۔ یہ تفصیل حضرت العلام سید محمد علی صاحب مونگیریؒ نے اپنی لاجواب کتاب دوسری آسمانی شہادت میں اس فن نجوم کی دو مشہور کتابوں مسٹر کیبنتھ کی پوز آف دی گلوبس اور حدائق النجوم سے اخذ کر کے درج فرمائی ہے۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تحقیق یہ ہے کہ ہر واقع شدہ گہن ۲۳۳ برس کے بعد پھر اسی طرح اور انہی خصوصیات کے ساتھ دوبارہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۳۴)۔

یہ تجربہ انسائیکلوپیڈیا میں ۲۰۷ قبل مسیح سے لے کر ۱۹۰۱ء تک کیا گیا ہے۔

ایک قادیانی منطق یہ ہے کہ ثابت کیا جائے کہ پہلے کبھی ایسا خسوف و کسوف ہوا ہو اور اس وقت کوئی مدعی مہدویت بھی موجود ہو تو حضرت العلامؒ نے اسی کتاب میں ایسے گہنوں اور مدعیوں کا نقشہ بھی پیش کر دیا ہے کہ جو ایسے گہن کے وقت مدعی مہدویت اور مسیحیت تھے۔

۱۔ طریف نامی مدعی مہدویت۔ دوسری صدی کے ابتداء میں یہ مدعی الہام و نبوت ہوا ہے اور اس کے زمانہ دعوی میں ۱۷۰ھ میں ایسا گہن واقع ہوا جیسا کہ مرزا کے زمانہ میں ہوا۔ ۱۳ رمضان کو چاند اور ۲۸ رمضان کو سورج گرہن۔ لیجئے قادیانی کی شرط پوری ہو گئی تو اگر کسی مدعی کے زمانہ میں چاند اور سورج کا ان تاریخوں میں گہن لگنا اس کی صداقت کی دلیل ہے تو اس طریف کو بھی تسلیم کر لیا جائے جبکہ یہ صاحب صاحب حکومت بھی ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مسند حکومت پر بیٹھا۔ ادھر مرزا قادیانی تو اپنے گاؤں بلکہ اپنے محلہ کا بھی نمبردار یا ذمہ دار نہ بن سکا۔ اس بناء پر طریف کا پلہ اس قادیانی سے بھاری ہو جاتا ہے۔

۲۔ ابو منصور عیسیٰ۔ اس نے دعوی نبوت کیا۔ ۲۶۸ھ میں مارا گیا۔ ۲۴۶ھ جو کہ اس کے دعوی کا وقت ہے اس وقت ایسے گہنوں کا اجتماع ہوا تھا یعنی ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو۔

۳۔ صالح۔ اس نے ۱۲۷ھ میں دعوی نبوت کیا اور اس کے زمانہ میں مرزا کی طرح چاند سورج کا گہن ایک مرتبہ نہیں دو

مرتبہ ہوا۔ پہلے ۱۲۶۷ھ اور دوسری مرتبہ ۱۲۸۵ھ میں۔

۴۔ مسٹر ڈوئی۔ اس نے مسیحیت کا دعویٰ امریکہ میں کیا تو ۱۳۱۲ھ میں وہاں ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو ایسا گہن ہوا۔ لہٰذا اگر بوجہ خسوف کے مرزا سچے ہوتے ہیں تو یہ صاحب بھی سچا ہوگا۔

۵۔ پانچویں شاہسوار جناب مرزا قادیانی ہیں جن کے زمانہ دعویٰ میں ۱۳۱۱ھ کو خسوف و کسوف کا ایسا اجتماع ہوا تو اگر یہ اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے تو قادیانی امت سابقہ مدعیوں کو بھی سچا مان لے۔ ورنہ اس زندیق سے بھی پلہ چھڑا کر امت مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو جائیں۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ روایت میں کسی ایسے گہن کا ذکر (بصورت صحت روایت) کہ جس کی کوئی مثال اور نمونہ نہ گزرا ہو۔ مگر جس گہن کو قادیانی اور اس کی ذریت پیش کرتی ہے اس کے نظائر موجود ہیں لہٰذا یہ بے نظیر نہ ہوا تو پھر روایت کا مصداق نہ ہوسکا اور آنجناب اسی طرح لباس عزت و تائید سے ننگے اور خالی رہ گئے۔ النصف منہ کا معنی درمیان کرنا ایک لاجواب خیانت اور دجل و فریب ہے۔

قادیانیوں سے ایک لاجواب سوال

حضرت العلامؒ فرماتے ہیں کہ۔

یہ تو فرمایئے کہ جب اس طرح کے گہنوں کے اجتماع کا ایک مقرر قاعدہ ہے۔ ہنود، نصاریٰ اور مسلمانوں نے آئندہ ہونے والے گہنوں کی فہرستیں مرتب کر رکھی ہیں جو کہ عام مطبوعہ کتب میں مذکور ہیں۔ تو اگر کوئی ماہر فن اور ان کتب کا جاننے والا اس قاعدہ کو معلوم کر کے اپنے وقت میں ایسے گہن کا واقع ہونا معلوم کرکے اور وہ فہرستیں دیکھ کر مہدی ہونے کا دعویٰ کر دے اور ساتھ ہی دار قطنی کی روایت بھی پیش کر دے تو کیا وہ مہدی تسلیم کر لیا جائے گا۔ ممکن ہے جناب مرزا صاحب نے انہی کتابوں کو دیکھ کر یہ دعویٰ مہدویت کر دیا ہو۔ چنانچہ آنجناب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ خدا نے بارہ سال پیشتر مجھے یہ خبر دی تھی کہ ایسا گہن ہوگا (ماخوذ از صفحہ ۲۰ ص ۲۱)

ہے کوئی قادیانی جیالا جو اس اشکال کا جواب دے۔ ہمارے خیال میں تو یہی بات آتی ہے کہ مرزا نے حدائق النجوم دیکھ کر ہی یہ دعویٰ کیا تھا۔ یہ روایت دار قطنی محض سینہ زوری ہے۔ اپنے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ ویسے یہ تو سراسر اس کے خلاف جاتی ہے۔

پھر مرزا کا یہ کہنا کہ کوئی جھوٹا مدعی ۲۳ برس تک کامیاب نہیں ہو سکتا جبکہ ادھر صالح باوجود کذاب ہونے کے ۴۷ برس تک بادشاہ بھی رہا پھر اس کی اولادیں کئی صدیوں تک حکومت کرتی رہیں۔ ادھر جناب قادیانی ایک دن کے لئے اپنے قادیان کے بھی نمبردار نہ بن سکے تو بتلایئے قادیانی معیار کی رو سے صالح زیادہ سچا ہے یا مرزا؟

صرف دعوؤں کے واویلا اور اشتہار بازی کے بل بوتے پر تو سچائی ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے لئے ایک صحیح اور مضبوط بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے جس کی بنا پر مدعی کی صداقت خود بخود عند الناس مسلم ہو جاتی ہے۔ مگر ہمارے قادیانی صاحب ان امور سے یکسر خالی اور محروم ہیں یہ صرف جھوٹے واویلا سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔

سائنس اور قانون قدرت کا سہارا

روایت کے ظاہری الفاظ کہ چاند گرہن پہلی رمضان کو اور سورج گرہن اس کے نصف یعنی پندرہ تاریخ کو واقع ہوگا۔ اس پر قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ظاہری مفہوم قانون قدرت اور سائنسی اصولوں کے خلاف ہے کیونکہ دونوں کے لئے قواعد و ضوابط موجود ہیں کہ چاند گرہن ہمیشہ ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ کو واقع ہوتا ہے ایسے ہی سورج گرہن ۲۸، ۲۹ اور تیس تاریخ کو وقوع پذیر ہوتا ہے یہ سائنسی اصول ہے یہ قانون قدرت ہے اس کے خلاف ہونا ممکن نہیں لہٰذا اس روایت سے مراد چاند گرہن خسوف کی پہلی رات (نہ کہ مہینے کی پہلی رات) ۱۳ کو ہوگا اور سورج گرہن۔ کسوف کی درمیانی رات یعنی ۲۸ کو ہوگا نہ کہ ۱۵ تاریخ کو۔

الجواب

یہ تمہارا اپنا ڈھکوسلہ ہے۔ روایت کے الفاظ بصورت تسلیم یہی بتاتے ہیں کہ یہ بے نظیر اجتماع ماہ رمضان میں یکم اور پندرہ تاریخ کو ہی ہوگا جو کہ آج تک نہیں ہوا۔ قادیانی نے چونکہ ایک شیطانی منصوبے کے مطابق کھینچ تان کرا سے اپنے اوپر ہی فٹ کرنا فرض کر رکھا ہے لہٰذا وہ ایسی لچر تاویلات اور سائنسی اصولوں کا سہارا لیتا ہے جبکہ روایت میں اس کی تائید نہیں اور نہ ہی خالق کائنات کسی سائنسی اصول کا پابند ہے وہ تو فعال لما یرید ہے۔ ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر ہے۔ وہ تو خلاف عادت اور قانون آگ کو گلزار بنا سکتا ہے۔ سمندر میں خشک راستے بنا سکتا ہے۔ پتھر سے پانی کے چشمے پیدا کر سکتا ہے۔ لکڑی کے ستون سے انسانی افعال (رونا اور سسکیاں بھرنا) صادر کر سکتا ہے۔ پتھروں سے کلمہ پڑھا سکتا ہے۔ اس کا دائرۂ اختیار اور قانون انسانی فہم و فکر سے کہیں ماورا ہے۔ اس کی ذات و صفات بے مثل ہیں۔

چنانچہ مرزا خود تسلیم کرتے ہیں کہ۔

"خدا تعالیٰ کے کروڑہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کر دے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنا و صدقنا کہنے لگیں۔ مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اس کو نہیں مانتے۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۲۳۔ روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۲۳)

ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح اس کا ایک ایک جملہ اور لفظ خود انہی کے اوپر صادق آ رہا ہے۔ قادیانی ٹولہ اپنے راہنما اور پیشوا کے یہ الفاظ بار بار پڑھیں۔ پھر ذرا قانون قدرت کی گردان کر کے تو دیکھیں۔ ایھا الضالون المتعنتون! تم کون ہوتے ہو خدا کے قوانین اور قدرت کا احاطہ کرنے والے وہ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ تو ایک دن اس تمام نظام کو درہم برہم بھی کر دے گا اور سورج کے طلوع مشرق کے قاعدہ اور قانون کی دھجیاں اڑا کر اسے مغرب سے نکال لائے گا۔ تم اس وقت کون سے سائنسی اصول اور قانون فطرت کا سہارا لو گے؟ اس لئے اس قسم کی ڈھکوسلہ بازی سے باز آ جاؤ اور اس خناس اکبر سے جان چھڑا کر حبیب کبریا ﷺ کے دامن عافیت کو تھام لو ورنہ کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ لہٰذا سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ امام مہدی اور ہیں جن کے حالات و صفات اصدق الخلق ﷺ نے تفصیلاً بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ مہدی سے الگ دوسری شخصیت ہیں جن کے حالات و صفات ایک سو سے اوپر ارشادات نبویہ ﷺ میں مذکور ہیں۔ دونوں ایک نہیں۔ نیز یہ روایت دار قطنی غیر معتبر ہے۔ بصورت تسلیم صحت مرزا قادیانی پر فٹ نہیں بیٹھتی۔ لہٰذا تمہارے یہ جشن، جوبلیاں اور مبارکبادیاں محض جھوٹی طفل تسلیاں، دجل، فریب اور مضحکہ خیز حماقت انگیز مشغلہ ہے۔ اب بھی موقع ہے ان خرافات سے مجتنب ہو کر جادۂ حق پر گامزن ہو جاؤ۔

قادیانی حماقت و جہالت کا ایک نادر نمونہ

قادیانی اپنی صداقت کے لئے اس خسوف و کسوف کے لئے فی کل وادیھیمون کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

"آسمان میرے لئے بولا تو نے ایک گواہ۔ چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار۔"

ملاحظہ فرمایئے کہ انبیاءؑ و رسول ﷺ تو مخلوق خدا کے لئے نور اور روشنی بن کر آتے ہیں۔ ظلمت کدہ دنیا کو آفتاب ہدایت بن کر منور اور روشن کر دیتے ہیں مگر یہ ذات عجیب خود کہتا ہے کہ چاند اور سورج جو کہ منبع نور ہوتے ہیں وہ بھی اپنی روشنی اور نور سے محروم ہو گئے یا للعجب۔

روایت کا چوتھا جملہ :- ولم تکونا منذ خلق السموات والارض۔

روایت میں مندرج دو نشانوں کے ذکر کے بعد پھر وہ جملہ لایا گیا جو پہلے آیتین کے بعد مذکور تھا۔ یہاں صرف واؤ حالیہ کا اضافہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے مقام پر تو یہ جملہ آیتین کی صفت تھا (جس کی وضاحت پہلے کر دی گئی ہے) جس سے مجمل طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ مہدی کے وہ دو نشان بے نظیر ہوں گے جن کی مثال پہلے کسی مدعی کے زمانہ میں تو کجا بلکہ کسی بھی وقت ظہور پذیر نہیں ہوئے بلکہ پہلی ہی مرتبہ یہ نشان اور علامتیں ظاہر ہوں گی۔ پھر ان دونوں علامتوں کے وقت کو صاف طور پر بیان فرما کر دوبارہ اس جملہ کو واؤ حالیہ کے ساتھ ذکر کیا تاکہ نہایت تاکید اور خصوصیت کے ساتھ ان نشانوں کی کیفیت اور حالت بیان ہو جائے کہ ان کا ظہور اور وقوع اس سے پہلے کبھی بھی نہیں ہوا بلکہ ان

کا وقوع صرف اور صرف مہدی برحق کا زمانہ اور عہد ہے۔ گویا اس جملہ کا تکرار بغرض تاکید اور مزید اظہار ندرت کے لئے ہے۔ قادیانی حضرات اکثر جگہ اس تاکیدی جملہ کو نظر انداز کرجاتے ہیں تاکہ ان کے دجل و فریب کی کچھ پردہ داری رہ جائے مگر خدا تعالیٰ نے ایسے سکہ بند دجالوں کا ابتداء ہی سے ناطقہ بندی کا سامان فراہم فرمادیا ہے۔ ویسے آپ قادیانیوں کے جس استدلال کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ وہاں یہی حقیقت پائیں گے۔

الغرض مندرجہ بالا روایت کی سند بھی غیر صحیح اور غیر معتبر ایسے ہی اس کا مفہوم و مضمون بھی قادیانیوں کے حق میں غیر صحیح ثابت ہوگیا۔ وا ورے نصیب بدبختاں و گمراہاں۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا اللھم ثبت قلوبنا علی الحق والصراط المستقیم

آمین ثم آمین۔

قادیانی ملہم کا ایک قرآنی استدلال

یہ ایک حقیقت ہے کہ اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت۔

کہ جب کسی انسان سے حیا رخصت ہوجائے تو پھر وہ جو مرضی میں آئے کرتا پھرے کیونکہ وہ روحانی ایڈز کا شکار ہوجاتا ہے۔ ختم اللّٰہ علی قلوبھم کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ جس کے سدھرنے اور اصلاح پذیری کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ بعینہٖ اسی طرح جناب مثیل دجال اکبر کا معاملہ ہے کہ وہ اپنے دجل و فریب اور جھوٹے دعووں کی تائید میں شرم و حیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر حرکت کر گزرتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن مجید میں بھی تحریف کرتے ہوئے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ ایسا پھر مفہوم پیش کرتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے دشمن اسلام کو بھی ویسی جسارت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہمارے مخاطب اس خسوف و کسوف کے بارے میں ایک تو مندرجہ بالا روایت پیش کرتا ہے اور دوسرے نمبر پر شیطان کے بھی کان کترتے ہوئے قرآن مجید کی سورۃ ۷۵ القیامۃ کی آیات ۸ تا ۱۰ سے استدلال کرتا ہے۔

فاذا برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس والقمر۔

قادیانی ترجمہ۔ "یعنی جس وقت آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند گرہن ہوگا سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے یعنی سورج کو بھی گرہن لگے گا(مرزا کی کتاب نور الحق حصہ دوم)۔

ان آیات کو مرزا قادیانی اور اس کی ذریت ضالہ اپنے خسوف و کسوف کی دلیل بناتے ہیں مگر یہ بتائیں کہ ان آیات میں مرزا صاحب کا دعویٰ مہدویت کہاں مذکور ہے۔ رمضان اور گرہن کی تاریخوں کا کہاں ذکر ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جب بھوکے کو پوچھا گیا کہ دو اور دو کتنے۔ تو وہ بولا چار روٹیاں۔ اسی طرح مشہور ہے کہ ساون کے اندھے کو ہر چیز سبز ہی نظر آتی ہے۔ ایسے ہی مرزا کو بھی جب ایک لفظ مل جائے تو اسے اپنے اوپر فٹ کرنے کی دھن میں مگن ہوجاتے ہیں۔ جب خسوف و کسوف کو مد نظر رکھ لیا تو پھر جہاں بھی یہ لفظ دیکھا اسے اپنے ہی کھاتے میں ڈالنے کی فکر اس کے قلب و ذہن پر سوار ہوجاتی ہے۔ ورنہ ان آیات میں مرزائی خسوف و کسوف کا دور دور تک کوئی امکان نہیں ہے۔ آپ خود قرآن مجید سے یہ سورۃ القیامہ نکال کر اور تلاوت کرکے اصل حقیقت معلوم کرسکتے ہیں۔

قارئین کرام! فرمایئے مرزائی مفہوم کے ساتھ ان آیات کو ذرہ بھی واسطہ ہے؟ کوئی اشارہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ہے قادیانی تحریف کہ ان آیات مبارکہ کو مرزا قادیانی کے مقصود و مطلوب کے ساتھ کچھ تعلق ہے یا نہیں۔ یہاں تو روز قیامت کا تذکرہ ہے کہ جب یہ نظام کائنات درہم برہم کردیا جائے گا۔ یہ تمام ستارے اور سیارے نیز شمس و قمر اپنی اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہوجائیں گے تو اس وقت انسان پریشان اور مضطرب ہوکر بھاگ دوڑ کرنے کی کوشش کرے گا اس پر تمام حقیقت منکشف ہوجائے گی وہ جان جائے گا کہ اس نے اس آنے والے جہاں کے لئے کیا کچھ محنت کی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے خلاق عالم نے اس سورۃ کا نام بھی القیامۃ رکھا ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ پھر اس میں حالات و کوائف بھی اسی کے بیان ہوں گے نہ کہ کسی زمانہ کے مدعی مہدویت اور الہام و کشف کے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزائی مفہوم سورۃ کے نام ہی سے کتنا بعید اور لاتعلق ہے اب یہ آیات مع چند اگلی آیات سماعت فرماکر قادیانی دجل و فریب کی داد دیجئے۔

ترجمہ۔ "جب آنکھیں پتھرا جاویں گی اور چاند بے نور ہوجائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کردیئے جائیں گے اس دن انسان کہہ اٹھے گا کہ کہاں ہے جائے فرار۔ ہرگز نہیں کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں۔ اس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھہرنا ہوگا۔ اس دن انسان کو متنبہ اور آگاہ کردیا جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا۔ بلکہ انسان اپنے آپ پر خود ہی دلیل ہوگا اگرچہ اپنے تمام عذر پیش کردے۔"

قارئین کرام! خدارا ذرا فیصلہ فرمایئے کہ کیا ان آیات کریمات کو مرزائی مفہوم کے ساتھ کچھ تعلق ہے۔ کوئی اشارہ، کوئی کنایہ ممکن ہے؟ بالکل نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ ہے قادیانی دجل و تحریف۔

انجیل اور قادیانی

دار قطنی کی روایت اور مندرجہ بالا قرآنی آیات کے بعد جناب قادیانی انجیل میں بھی دسیسہ کاری سے نہیں چوکے۔ وہاں سے محض بے جوڑ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ۔

○۔۔۔ اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہوجائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے۔

(انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۹۔ دیکھئے رسالہ آسمانی گواہ ص ۱۱)

ملاحظہ فرمایئے کہ ان آیات میں مسیح موعود کے آنے کی خبر ہے کہ ان کے آنے سے پہلے یہ کچھ ظاہر ہوگا۔ اس کے بعد ابن آدم نازل ہوگا۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ مرزا مسیح موعود بنے گا پھر اس کی صداقت کے اظہار کے لئے اس کے زمانہ دعویٰ میں یہ نشان ظاہر ہوں گے۔ نہ اس میں کسی مہینے کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی تاریخ کا۔ خدا کی پناہ اتنی بے جوڑ بات اور دلیل۔ ناظرین اسی نمونہ کو سامنے رکھ کر یقین کرلیں کہ قادیانیوں کے تمام دلائل کم و بیش اسی طرز کے بے جوڑ ہوتے ہیں لہٰذا ان کے کسی بھی دعویٰ یا دلیل پر کان نہ دھریئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر فتنہ سے محفوظ فرماکر بروز محشر خاتم المرسلین ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے(آمین)۔

بقیہ۔ بریڈ فورڈ برطانیہ : ۔۔

نقل کی ہے یا مستدرک حاکم کے حوالے سے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کی گفتگو پر فرمایا حکماء فقہاء کادوا من فقھان یکونوا انبیاء او کما قال اتنے حکیم اور فقیہہ لوگ ہیں کہ قریب تھا کہ اپنی فقہ کی وجہ سے نبی بن جائیں۔ حضرات حکماء اور فقہاء اس امت کے وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مشابہ ہیں ان کے نقش قدم پر ہیں اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ سب سے عالی مرتبت اور سب سے عالی منصب اس کائنات میں منصب نبوت ہے جو حضرات ان کے سب سے زیادہ قریب ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اتنے ہی عالی قدر ہوں گے۔

آپ سب کا مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ عالی میں قبولیت ہوجائے۔ یہ مقصد اخلاص سے حاصل ہوگا۔ پھر یہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ ایک تعلیم ہے اور ایک تربیت ہے۔ دونوں جدا جدا چیزیں ہیں۔ تعلیم کے معنی تو ہیں ان علوم کو جان لینا اور ان کو سکھا دینا۔ آپ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں مستشرقین سب سے زیادہ اسلام پر کام کررہے ہیں۔ کتابیں لکھ رہے ہیں، چھاپ رہے ہیں، ان کو ایڈٹ کررہے ہیں۔ بقول ہمارے مولانا ابو الحسن ندوی کے کہ مستشرقین کا گروہ وہ بدقسمت گروہ ہے جنہوں نے علوم نبوت میں ہزاروں غوطے لگائے لیکن ہمیشہ خشک دامن نکلے۔ شب و روز وہ حدیث پڑھتے ہیں، قرآن کریم پر تحقیق کرتے ہیں، فقہ پر تحقیق کرتے ہیں، اسلامی موضوعات پر تحقیق کرتے ہیں اور الگ الگ، ایسی ایسی نادر کتابیں ان کے قلم سے سامنے آرہی ہیں کہ عقل حیران ہے۔ آج تک ہم میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا کہ فلاں لفظ صحیح بخاری میں فلاں جگہ آتا ہے، صحیح مسلم میں فلاں جگہ آیا ہے، نسائی میں فلاں جگہ۔ ابوداؤد میں فلاں جگہ آیا ہے، مسند احمد میں فلاں جگہ آیا ہے، مستشرقین نے یہ بھی کر دکھایا ہے۔ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث ضخیم جلدوں میں مارکیٹ میں موجود ہے۔

اسی طرح المعجم المفہرس لالفاظ القرآن یہ لفظ قرآن کریم میں کتنی جگہ آیا ہے، کن کن آیتوں میں آیا

ہے' لفظ اللہ قرآن کریم میں کتنی جگہ آیا ہے یعنی کتنے علوم نبوت پر انہوں نے عبور حاصل کیا' کتنی محنت کی' کتنی تحقیق کی' لیکن خشک دامن۔ تعلیم اور چیز ہے' تربیت اور چیز ہے۔

ہمارے ان مدارس کا موضوع صرف تعلیم نہیں ہے' جو یہ سمجھے ہیں وہ غلط سمجھے ہیں۔ یہ دینی مدارس دین پڑھانے کے لئے نہیں ہیں' دین پڑھانے والے تو بہت ہیں بلکہ دین سکھانے کے لئے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ اگر تربیت نہ ہو تو ہمارا یہ مقصد نہ صرف یہ کہ ناقص اور ادھورا رہ جاتا ہے بلکہ بعض اوقات مضر ثابت ہوتا ہے۔ غیر تربیت یافتہ علماء جن کو اکابر سے تعلق نہیں اکابر کی نگرانی میں۔ انہوں نے اپنی اصلاح نہیں کی۔ وہ فساد کا موجب بنتے ہیں۔ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے شر کے بارے میں پوچھا آنحضرت ﷺ کو ناگوار گزرا ناگواری کے لہجہ میں فرمایا بندۂ خدا خیر کی بات پوچھا کرتے ہیں۔ شر کی بات نہیں پوچھا کرتے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا الاان خیر الخیر خیار العلماء وان شر الشر شرار العلماء من رکھو کہ سب سے بڑی خیر اچھے علماء ہیں اور یہ بھی من رکھو کہ سب سے بڑا شر شریر علماء ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علماء کی دو قسمیں ہیں۔ خیار العلماء و شرار العلماء۔

ہمارے مدارس کا موضوع یہ ہے کہ طلبہ کی ایسی تربیت کی جائے کہ نکلنے والے طلبہ خیار العلماء کے زمرے میں شامل ہوں' شرار العلماء کے زمرے میں شامل نہ ہوں۔ حق تعالیٰ یہاں کی تمام بچیوں کو برکتیں عطا فرمائیں اور ان کو ورثۃ الانبیاء میں شامل فرمائیں یہ تو میں نے عام کہا باقی بچیوں کا مستقل موضوع ہے جو امام بخاری تک جاتا ہے۔ ان میں کئی محدثات حدیث پڑھانے والی خواتین کے نام آتے ہیں۔ خود میرے شیخ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ نے مجھے جو سند دی تھیں اس میں لکھا تھا و سندی العالی عن المحدثۃ امۃ اللہ بنت شیخ عبدالغنی عن ابیھا میری سب سے اونچی سند ہے محدثۃ امۃ اللہ سے جو حضرت شاہ عبدالغنی کی صاحبزادی ہیں اور انہیں اپنے والد ماجد سے اجازت ہے۔ میں ایک واسطہ سے ایک خاتون محدثہ کا شاگرد ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ ان بچیوں کو علم عطا فرمائے۔ یہ علم اور عمل سے آراستہ ہوں دین کا صحیح فہم حاصل کریں۔ دین پر صحیح عمل کرنے والی ہوں۔ حق تعالیٰ ان تمام شرور و مفاسد سے ان بچیوں کی حفاظت فرمائیں۔ ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ (جن کے نام نامی پر یہ جامعہ ہے) ان کی برکت سے اس میں حق تعالیٰ برکات عطا فرمائے (آمین)۔

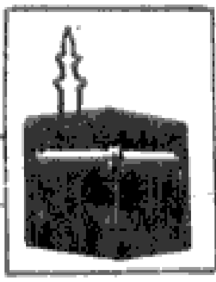

اللہ تمہارا سرپرست ہے

ترجمہ "اے ایمان لانے والو' ان کافروں سے جنگ کرو' یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے' اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے' پھر اگر وہ فتنے سے رک جائیں تو ان کے اعمال کا دیکھنے والا اللہ ہے اور اگر وہ نہ مانیں تو جان رکھو کہ اللہ تمہارا سرپرست ہے اور وہ بہترین حامی و مددگار ہے اور تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو فیصلے کے روز یعنی دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے دن ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(آیت نمبر ۳۹ تا ۴۱۔ سورۃ انفال)

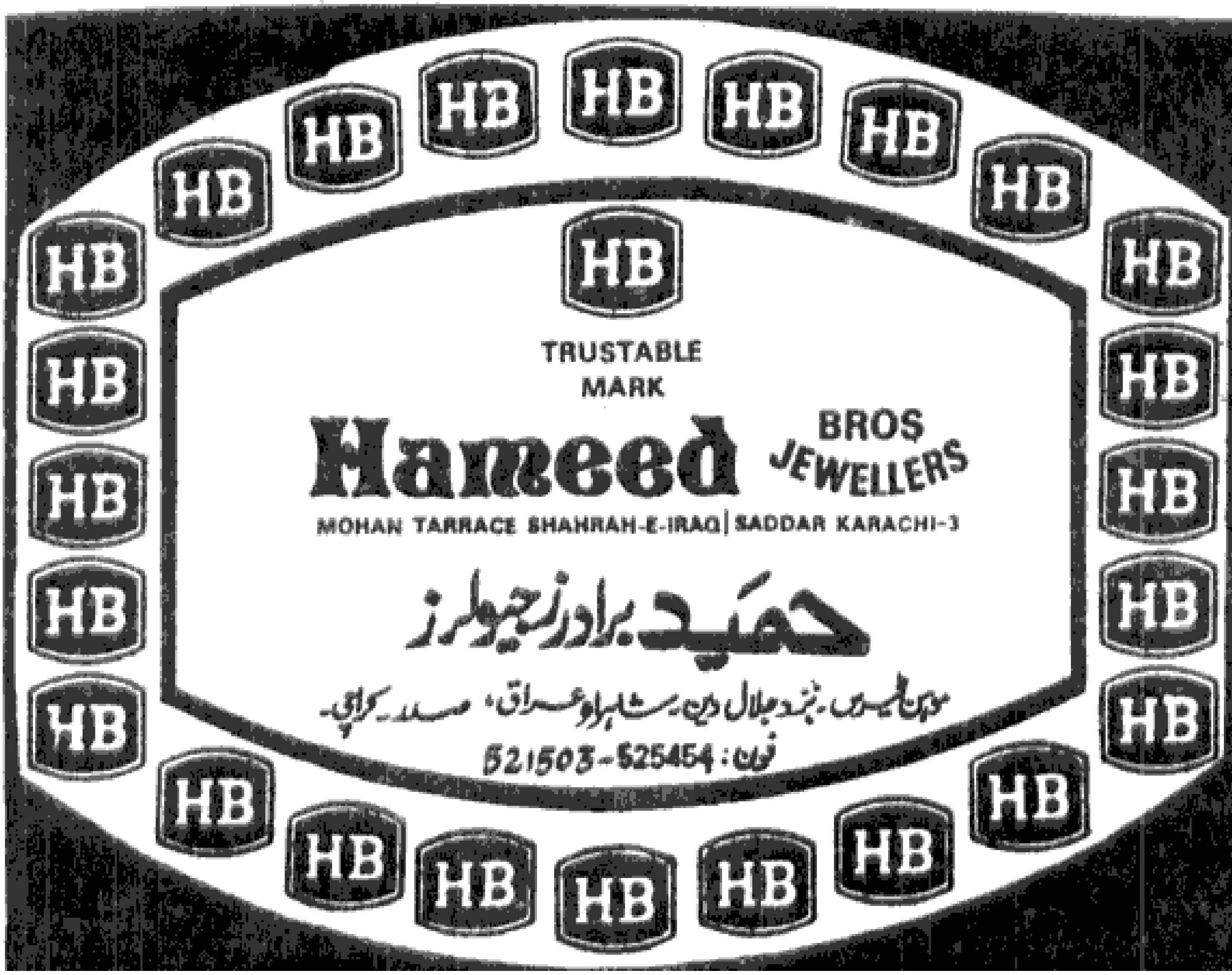

تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرو

ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے کہا۔ "یارسول اللہ (ﷺ) مجھے نصیحت فرمایئے۔" آپ نے فرمایا۔ "تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو' اس لئے کہ وہ ہر چیز کا گنجینہ ہے اور جہاد کو لازم کرلو' اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی رہبانیت ہے اور اللہ کے ذکر اور اس کی کتاب کی تلاوت پابندی سے کرتے رہو' اس لئے کہ وہ تمہارے لئے زمین میں نور اور آسمان میں ذکر (چرچے) کا باعث ہوگا۔ اور اپنی زبان کو خیر کے سوا ہر چیز سے روکے رکھو اس طرح تم شیطان پر غلبہ پاسکتے ہو۔" جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "قرآن پڑھو جب تک تمہارے دلوں کا میلان اس کی طرف باقی رہے اور جب اکتا جاؤ تو اٹھ کھڑے ہو۔"

(بحوالہ بخاری' مسلم' المعجم الصغیر للطبرانی)

گناہوں کو آزما چکے

آؤ! تقویٰ اور راست بازی کو بھی آزمالیں

تم نے غفلت کو آزمالیا۔ تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی' تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لئے' تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہوگئی' اور ایک اسی کے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی' پس مان جاؤ اور اب بھی باز آجاؤ' گناہوں کو آزما چکے' آؤ تقویٰ اور راست بازی کو بھی آزمالیں' سرکشیوں کو چکھ چکے' آؤ اطاعت کا بھی مزہ دیکھ لیں' غیروں سے رشتہ جوڑ کے تجربہ کرچکے' آؤ اسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں۔ جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں' ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ (از مولانا ابوالکلام آزادؒ)

بقیہ۔ حافظ محمد حنیف ندیم مرحوم

جب کوئی ساتھی چلا جاتا ہے تو اداسی ہو ہی جاتی ہے۔ جب قاری صاحب اور صدیقی صاحب تشریف لے گئے تو پوچھا کہ عمران (کمپیوٹر آپریٹر) ابھی نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ عمران کے امتحان ہو رہے ہیں' اس لئے وہ یونیورسٹی سے آج کل دیر میں' آرہا ہے۔ میں نے کہا کہ میں دو دن سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ ۱۸ اکتوبر کو واپسی آنے کا کہہ گئے تھے۔ کہنے لگے کہ میں آتو جاتا لیکن مرکز ملتان میں دیر ہوگئی ٹکٹ کا انتظام نہیں ہوسکا تھا اس لئے لیٹ ہوگیا۔ اور ابھی کیسے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہی نہ تھا کہ وہ دو دن ہمارے ساتھ گزاریں موت نے تو صرف ان کو ملنے تک کی مہلت دی تھی اور وہ واقعی ملنے آئے تھے تبھی تو چلے گئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ پوچھنے لگے کہ ہفت روزہ کا ٹائٹل بنالیا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی تک سرخیاں نہیں ملیں نجیب الحسن (معاون نائب مدیر) کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' اس لئے کل تشریف نہیں لائے' آج آنے کا کہہ رہے تھے۔ فرمایا ٹھیک ہے نجیب صاحب آئیں تو ان سے ٹائٹل کی سرخیاں لے لیں' میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔ سفر کی تھکاوٹ بہت زیادہ ہے لہٰذا میں ہفتہ سے کام شروع کروں گا۔ اسی دوران دوپہر کے کھانے کا وقت ہوگیا۔ آپ کھانا کھانے کے لئے نیچے تشریف لے گئے۔ اسی دوران نجیب صاحب بھی تشریف لے آئے۔ میں نے تمام کمپوز شدہ مضامین پروف ریڈنگ کے لئے ان کے حوالے کئے۔ نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد جب میں نجیب صاحب کے کمرے میں گیا تو معلوم ہوا کہ نجیب صاحب گھر تشریف لے گئے ہیں۔ میرے لئے یہ بہت پریشان کن بات تھی کیونکہ میں تمام کمپوز شدہ مضامین ان کے حوالے کرچکا تھا جن سے ٹائٹل کے لئے سرخیاں لینی تھیں۔ میں نے اوپر آکر حنیف صاحب کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ نیچے جاکر انور صاحب (سرکولیشن مینجر) کو بتاؤ تاکہ وہ ان کو فون کرکے بلائیں۔ میں نیچے گیا۔ پیچھے پیچھے آپ بھی تشریف لے آئے۔ میں نے سارا ماجرا بھائی انور صاحب کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ نجیب صاحب کے ہاں تو کوئی فون نہیں اور نہ ہی انہوں نے کوئی نمبر دیا ہے اب ان سے رابطہ کیسے ہوسکتا ہے؟ حنیف صاحب جو کہ نیچے ہی موجود تھے میں نے ان کو صورت حال سے آگاہ کیا کہنے لگے کہ میں اب کیا کرسکتا ہوں میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام مضامین تو تم نے نجیب صاحب کو دے دیئے ہیں۔ میں خاموش ہوگیا۔ کچھ دیر بعد حنیف صاحب نے کہا کہ اچھا اوپر آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کوئی نہ کوئی بندوبست کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ چلیں میں ایک فون کرکے آتا ہوں۔ فون پر بھائی انور صاحب گفتگو کر رہے تھے۔ فون ذرا دیر میں فارغ ہوا۔ میں نے ڈائل گھمایا۔ ادھر بیل ہوئی اور ادھر موذن اللہ وارث صاحب دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ حنیف صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہے۔ دفتر میں موجود افراد فوراً اوپر گئے۔ میں نے بھی بات کو مختصر کیا اور فون بند کردیا۔ پتہ چلا کہ میرے بزرگ دوست اس دار فانی سے کوچ کرگئے ہیں۔ یہ سنتے ہی سانس میرے حلق میں اٹک گئی۔ اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔ پاؤں تلے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے جب اوپر آیا تو میرا بزرگ دوست میٹھی نیند سو رہا تھا۔ سفر کی تھکاوٹ بہت زیادہ تھی۔ واہ میرے بزرگ دوست' بہت خوب' کیا خوب مجھے ٹائٹل کی ہائیڈنگ دی ہے تم نے' میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھے یہ ہائیڈنگ دینے کے لئے اوپر بلا رہے تھے۔ یہی تھی وہ ہائیڈنگ جس کا بندوبست کرنے تم اوپر آئے تھے۔ واہ میرے دوست کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی تم نے وہ کچھ کر دکھایا جسے میں کبھی بھی فراموش نہ کرسکوں گا۔ واقعی آخری سانس تک تم نے اپنے فرائض کو ادا کرنے کا حق ادا کردیا۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو۔ اور

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے (آمین ثم آمین)۔

یاد اپنی چھوڑ کر وہ اس جہاں سے چل پڑا
ہے دعا اس پر رہے اب سایہ رحمت سدا

بقیہ۔ لندن کی خبریں

آپ نے اس جلسہ میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ ایسا کامل دین لے کر آئے ہیں' جس نے گزشتہ زمانے کی تمام شریعتوں کو منسوخ کردیا اور اب تاقیامت صرف دین اسلام ہی تمام عالم انسانیت کے لئے مشعل ہدایت بنے گا۔ ۱۸ ستمبر کو مولانا موصوف آشفورڈ شہر تشریف لے گئے جو فرانس کی سرحد کے قریب ہے اور وہاں احباب سے ملاقاتیں کیں۔

بقیہ۔ شورش کاشمیریؒ

اشعار تارن کی آواز بن کر آج بھی ہمارے کانوں سے ٹکرا رہے ہیں۔

زمیں پہ جب بھی کوئی افتاد تازہ سر اٹھائے گی
ہماری جراتوں کی داستانیں جگمگائیں گے
ہم ایسے لوگ یارو آئے دن پیدا نہیں ہوتے
پھرو گے ڈھونڈتے لیکن ہمیں ہرگز نہیں پاؤ گے

بقیہ۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

آپ کو حضرت علامہ انور شاہؒ' سید حسین احمد مدنیؒ' مولانا شبیر احمد عثمانیؒ' مولانا عبدالرحمٰن امروہویؒ' مولانا الشیخ حسین طرابلسیؒ اور علامہ زاہد الکوثریؒ سے سند حدیث حاصل تھی۔

مولانا بنوریؒ نے درس و تدریس کے ذریعہ اسلام کی جو خدمت کی اس کا اعتراف دنیائے اسلام کے ہر حصہ میں کیا گیا ہے آپ اس دور کے انسان ضرور تھے مگر آپ کے شاندار کارنامے' اوصاف اور شخصیت کے نمایاں حسن ایسے تھے جنہوں نے بقول امیر شریعتؒ "آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پاک کا مصداق بنادیا تھا۔

"اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو اجر امت کے اولین کا سا دیا جائے گا یہ لوگ وہ ہوں گے جو المعروف کا حکم کریں گے اور المنکر سے روکیں گے اور اہل فتنہ سے لڑیں گے۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۳)

اللہ تعالیٰ حضرت بنوریؒ کو اعلیٰ درجات عطا فرمائیں اور ملت اسلامیہ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا

فرمائیں (آمین)۔

ڈھونڈھو گے ہمیں ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم
اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

بقیہ۔ صدقات وخیرات کا بدل

سے لکڑی کا برادہ تھیلی میں بھر لیا اور اس کو لے کر گھر آگئے۔ لیکن کیا حال ہوا؟ راوی کا بیان ہے فنقر الباب و قلبہ مرعوب من اھلہ دروازہ کھٹکھٹایا لیکن بیوی کی خفگی سے ان کا دل مرعوب تھا۔ انہوں نے دروازہ کھلتے ہی جھولا اندر پھینک دیا۔ عورت نے اٹھا کر کھولا تو نہایت عمدہ آٹا نکلا۔ اس نے گوندھا اور پکایا۔ جب ابو مسلم رات کا کافی حصہ گزرنے کے بعد گھر میں داخل ہوئے تو کھانا تیار ملا۔ پوچھا من این لکم ھذا یہ تمہیں کہاں سے میسر ہوا۔ عورت نے جواب دیا وہی آٹا ہے جو تم لائے تھے۔ وہ کھاتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔ مولائے کریم جس طرح چاہے فضل کرے۔ پتوں اور پھولوں سے شہد کی نوت پیدا کرنے والے ہرنوں کو مشک کی خوشبو دینے والے سے اس قلب ماہیت و انقلاب حقیقت کو بعید از عقل نہیں قرار دینا چاہئے۔

تعجب کیوں؟

اور اس پر تعجب نہ کرنا چاہئے اہل اللہ کے لئے اس طرح پروردگار عالم انتظام فرمایا ہی کرتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ الخصائل الکبریٰ میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ کے یہاں ایک دن فاقے کی نوبت تھی مگر ان کی بیوی بڑی غیرت مند تھیں جھوٹ موٹ کی آگ جلادی اور چکی چلانے لگیں تاکہ پڑوسی ہم کو فاقہ زدہ نہ سمجھیں۔ اللہ پاک کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ چکی سے دفعتاً عمدہ قسم کا آٹا برآمد ہونے لگا۔ صحابیؓ نے اس عجیب و غریب واقعہ کی اطلاع دربار رسالت میں کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے اخلاص اور حسن نیت کی برکت ہے۔ (الخصائص الکبریٰ جلد دوم ص۱۵۵) مسند احمد اور بیہقی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

بہرحال ان چند واقعات کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہے کہ ضروریات دین اور مقاصد اسلام پر خرچ کرنے والے مخلصین و محسنین کو اللہ تعالیٰ ان کے خرچہ کا نعم البدل عطا فرماتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ بڑا کریم اور بہت ہی بڑا شہنشاہ ہے۔ وہ کسی کی چیز لے کر اتنا ہی نہ دیں جتنا کہ لیا تھا بلکہ اس سے بہتر اور زیادہ دیں گے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرتا ہے وہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خود اللہ کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات یعنی کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب وہ مولائے کریم لیتا ہے تو اس کا نعم البدل ضرور عطا کرے گا۔ چنانچہ ارشاد مصطفویؐ ہے کہ جب کوئی شخص بھی خلوص اور حسن نیت سے صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے باقی مال کی آفات و حوادث سے حفاظت فرما کر رزق کی وسعت و نزول و برکت سے اس کو مالا مال کر دیتے ہیں اور یہی ان کا نعم البدل ہے۔

(کتاب الاموال لابی عبید قاسم بن سلام ص ۳۵۰)

بقیہ۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اقدس ﷺ اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے بس اتنا ہی ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ حدیث ابوداؤد شریف میں ہے۔

شجاعت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔ سخاوت۔ ۲۔ شجاعت۔ ۳۔ قوت۔ ۴۔ مردانگی اور مقاتل پر غلبہ۔

آپؐ صاحب وجاہت تھے۔ غزوۂ حنین میں تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرامؓ میں ایک قسم کا ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں فرمائی۔ حالانکہ آپؐ گھوڑے پر سوار تھے اور ابو سفیانؓ بن حارث آپؐ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے چنانچہ آپؐ گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

انا النبی لا کذب
انا ابن عبدالمطلب

اس روز آپؐ سے زیادہ بہادر، شجاع اور دلیر کوئی نہیں دیکھا گیا (مدارج النبوۃ)۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور نہ شجاع دیکھا، نہ مضبوط، نہ فیاض دیکھا اور نہ ہی آپؐ سے زیادہ منکسار خوش اخلاق کسی کو پایا ہے۔ ہم غزوۂ بدر میں آپؐ کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپؐ کے قریب رہتا۔ اس لئے کہ دشمنوں کا اکثر حملہ آپؐ پر ہوتا تھا تو اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔

سخاوت

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ سب سے زیادہ سخی تھے۔ سخاوت میں آپؐ کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو بھی شرمندہ کرتے تھے۔ آپؐ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت پوری فرماتے۔ اگر کہیں سے مال آجاتا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جاتا۔ آپؐ گھر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ بالخصوص رمضان کے مہینے میں تو آپؐ کی فیاضی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی تھی۔ یعنی گیارہ ماہ کی فیاضی پر اس ایک مہینہ میں زیادہ ہوتی تھی۔

انکسار طبعی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سخت گو نہ تھے اور نہ ہی بہ تکلف سخت بنتے تھے۔ نہ ہی بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سب سے بڑھ کر کشادہ دل تھے۔ بات کے سچے، طبیعت کے نرم، معاشرت میں نہایت کریم تھے۔ جو آپؐ کی دعوت کرتا، آپؐ قبول فرما لیتے اور ہدیہ قبول فرماتے چاہے کم سے کم چیز کیوں نہ ہو۔ اور مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ چاہے وہ مدینہ کے دوسرے کونے پر ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے اصحاب سے مصافحہ میں ابتدا فرماتے تھے۔ معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے۔ آپؐ مجلس میں اس طرح بیٹھتے تھے کہ عام آدمی آپؐ کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ کسی کی بات بیچ میں سے نہ کاٹتے تھے۔ خوش مزاجی میں سب سے آگے تھے۔ غرضیکہ صفات حمیدہ کا مجموعہ تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔

شوق شہادت

خود آنحضرتؐ کا فرمان مبارک ہے۔

"مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔" صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات

حیائی کے ساتھ تمام برائیاں وابستہ ہیں۔

۳۳۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے۔ تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔

۳۴۔ رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا جو فرد یا قوم کسی بھی فرد یا قوم کی مشابہت رکھے گی قیامت کے دن وہ انہی لوگوں کے ساتھ اٹھائی جائے گی۔

ہمارا لباس، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، رہن سہن، بے پردگی، بے حیائی، بے غیرتی، رسم و رواج، عیاشی و فحاشی، بدمعاشی، دین سے بے راہ روی یہ سب ہم کس کی تقلید کر رہے ہیں۔ یہ سب یہودی، نصرانیوں، مجوسیوں اور ہندوؤں سے مشابہت رکھنے والے کام ہیں۔ اب آپ خود ہی یہ فیصلہ کرلیں قیامت کے دن کن کن لوگوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا اگر کسی قوم میں کثرت سے گناہ ہوتے ہوں اور بعض لوگ یہ قدرت رکھتے ہوں کہ انہیں گناہ کرنے سے باز رکھ سکیں مگر ایسا نہ کریں تو جلد خدا ان سب کو مبتلائے عذاب کرے گا۔

INTERNATIONAL CONSPIRACY OF QADIANI DOMINATION IN PAKISTAN

Is Govt. of Pakistan a party to this plan?

An Analysis in introspection

* USA is exercising pressure on Pakistan to withdraw legal and constitutional measures relating to Qadianis.

* Mirza Tahir Ahmed, head of Qadianis, invited the Indian High Commissioner to a Qadiani congregation in London and, in his presence, engineered slogans of "Long Live Bharat."

* Doctor Abdus Salam, Qadiani Scientist, has announced to hold an International Science Convention in Pakistan to undermine Pakistan's peaceful Atomic Energy project.

* Despite the declaration made by Pakistan Govt., that it would include a column of religion in Identity Cards, it stopped enforcement of its decision.

* Four Qadianis have been inducted as Ambassadors in important countries including Japan.

* Under cover of the proposed annulment of the Eight Amendment to Pakistan Constitution, secular lobbies have sprung into action to do away with the Presidential Ordinance, called the Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions and Punishments) Ordinance of 1984.

* Qadianis have spread a net of International telecasts through dish antennae to misguide simple Musalmans.

IN VIEW OF THE ABOVE FACTS WHAT IS YOUR RESPONSIBILITY?

Seriously think over and do your soul-searching but before arriving at a decision do measure up the blood-shot sacrifices of those inviolable men of honour who underwent toil and tribulations for a century to uphold the cause of final Prophethood for the benefit of Muslim Ummah.

BEWARE, May not shame and disgrace permeate through us on Doomsday Course before the haloed audience of Janab Khatmul Mursaleen Muhammad-ur-Rasool Allah (Sall Allaho alaihe wasallam). KMS.

GOD FORBID *GOD FORBID* *GOD FORBID*

FROM: Central Body Majlis-e-Amal, Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat, Pakistan, Huzoori Bagh Road, Multan: Phone: 40978.

K.M. SALIM
RAWALPINDI

KHAT ME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تحفۂ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے نائب امیر اوّل
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی تصنیف لطیف

○ آپ کے قلم سے مختلف اوقات میں لکھے جانے والے رسائل و مقالات کا مجموعہ ○ معلومات کا خزانہ ○ دلائل کا انبار ○ حقائق کا انکشاف ○ ایک درویش منش بزرگ کے قلم سے قادیانیوں کی ہدایت کا سامان ○ ریحانتہ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تیرہویں صدی میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمایا ○ اور انہیں کے وارث حضرت لدھیانوی صاحب نے پندرھویں صدی میں تحفہ قادیانیت تحریر فرمائی ○ عنوانات ملاحظہ ہوں ○ عقیدہ ختم نبوت ○ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین ○ عدالت عظمیٰ کی خدمت میں ○ قادیانیوں کو دعوت اسلام ○ چوہدری ظفر اللہ کو دعوت اسلام ○ مرزا طاہر کے جواب میں ○ مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت ○ دو دلچسپ مباہلے ○ قادیانی فیصلہ ○ شناخت ○ نزول عیسیٰ علیہ السلام ○ المہدی و المسیح ○ قادیانی اقرار ○ قادیانی تحریریں ○ قادیانی زلزلہ ○ مرزا قادیانی، نبوت سے مراق تک ○ قادیانی جنازہ ○ قادیانی مردہ ○ قادیانی ذبیحہ ○ قادیانی اور تعمیر مسجد ○ غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) ○ گالیاں کون دیتا ہے ○ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق ○ قادیانی مسائل ○ غرض ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، کذب مرزا قادیانی اور کسی بھی مسئلہ پر یہ کتاب فیصلہ کن ہے ○ انسائیکلوپیڈیا ہے ○ قادیانی، مذہب سے لے کر سیاست تک، مساجد سے عدالت تک کی کسی بھی ضرورت کے لئے اس کتاب کا آپ کے پاس ہونا ضروری ہے ○ دینی اداروں، علماء، مناظرین، وکلاء تمام حضرات کی لائبریریوں کے لئے ضروری ہے ○ صفحات ۷۲۰ ○ کاغذ عمدہ ○ کمپیوٹر کتابت ○ خوبصورت رنگین ٹائٹل ○ عمدہ اور پائیدار جلد ○ قیمت =/۱۵۰ روپے ○ جماعتی رفقاء و طلباء کے لئے رعایتی قیمت =/۱۱۰ روپے ڈاک خرچہ بذمہ دفتر ○ پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ○ مجلس کے مقامی دفاتر سے بھی طلب کریں ○

ملنے کا پتہ
مرکزی ناظم اعلیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
صدر دفتر، حضوری باغ روڈ، ملتان۔ پاکستان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸